جلد ۳۴ | ۱۵ ماہ صلح ۱۳۲۵ ہش | ۱۱ صفر ۱۳۶۵ھ | ۱۵ جنوری ۱۹۴۶ء | نمبر ۱۳

مدینۃ المسیح

قادیان ۱۴ ماہ صلح۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے متعلق آج ۸ بجے شب کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کے فضل سے درد کی کوئی شکایت نہیں البتہ ٹانگوں میں پرسوں کی نسبت اکڑاؤ زیادہ ہے۔ عام طبیعت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ احباب حضور کی کامل صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

— حضرت اُم المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ

ولادت باسعادت

آج حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کے صاحبزادہ مرزا حمید احمد صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ کے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی دوسری صاحبزادی سیدہ امۃ العزیز بیگم صاحبہ کو ڈیڑھ بجے دن کے اللہ تعالےٰ نے دختر نیک اختر عطا فرمائی۔

جماعت کیطرف سے خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں مبارکباد عرض کرتے ہوئے دعا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ مولودہ کو مبارک خاندان کے لئے ہر رنگ میں مبارک بنائے ؛

خطبہ جمعہ

مومن کا فرض ہے کہ نئے سال میں گزشتہ سال سے زیادہ قربانیاں کرے

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

چونکہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز بوجہ علالت ابھی تک کوئی خطبہ ارشاد نہیں فرما سکے۔ اس لئے حضور کا ۲ جنوری ۱۹۴۲ء کا خطبہ جو ہر نئے سال کے لئے ایک مستقل ہدایت نامہ ہے شائع کیا جاتا ہے۔ احباب حضور کی کامل صحت کے لئے خاص طور پر دعا کرتے رہیں۔ تاکہ حضور کے تازہ ارشادات سے ہم مستفیض ہوتے رہیں۔ اور دنیا ہدایت پاتی رہے ؛ (ایڈیٹر)

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

ہر سال جو مومن کے لئے آتا ہے۔ وہ اس کے لئے برکات لاتا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وللآخرۃ خیر لک من الاولیٰ جس کے معنے یہ ہیں۔ کہ تیری ہر اگلی گھڑی پہلی گھڑی سے اچھی ہے۔

مومن اسے کہتے ہیں

جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا سچا متبع ہو۔ اور آپ کے نقش قدم پر چلنے والا ہو۔ اور جو آپ کا سچا متبع ہوگا۔ اور آپ کے نقش قدم پر چلنے والا ہوگا۔ یہ لازمی بات ہے۔ کہ اس کے درجہ کے مطابق اللہ تعالےٰ کا سلوک بھی اس سے ایسا ہی ہوگا جیسا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ پس

ہر مومن کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا سلوک

وہی ہونا چاہیئے۔ جو قرآن کریم نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متعلق بیان کیا ہے۔ یعنی وللآخرۃ خیر لک من الاولیٰ۔ اس کی بعد میں آنے والی حالت پہلی حالت سے اچھی ہو۔ بعض لوگ دنیا میں ہمیشہ نیا سال آنے پر اس کے بہتر ہونے کی امیدیں دوسروں کو دلاتے ہیں۔ میں ہمیشہ اس پر حیران ہوا کرتا ہوں۔

اخبار والے جب بھی نیا سال شروع ہوتا ہے۔ اپنے خریداروں کو دھوکا دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ پچھلے سال میں بعض کوتاہیاں ہوئیں۔ بعض مشکلات در پیش تھیں۔ مگر اب ایسا نہ ہوگا۔ نئے سال میں کوئی کوتاہی نہ کی جائے گی۔ لیکن اس کا مطلب دوسرے الفاظ میں یہ ہوتا ہے۔ کہ گزشتہ سال تو ہم نے خوب غداری کی۔ ہمارے مضمون ردّی تھے۔ کاغذ ناقص لگایا جاتا رہا۔ اور اس طرح ہم نے گاہکوں کے پیسے کھائے لیکن اپنے گاہکوں سے تحریک کرتے ہیں۔ کہ تم ایک سال کے لئے اور اپنے آپ کو احمق اور کودن بناؤ۔ وہ بڑے بڑے وعدے کرتے ہیں کہ نئے سال کے لئے بہت اچھا انتظام کر دیا گیا ہے۔ لیکن وہ

پچھلے سال سے بھی بدتر

ثابت ہوتا ہے۔ اور وہ آخرۃ خیر لک من الاولیٰ کے بجائے شر لک من الاولیٰ ثابت ہوتا ہے۔ اس سال وہ پہلے سے بھی زیادہ نائع کرتے ہیں۔ پہلے سے بھی زیادہ ردّی مضامین چھاپتے ہیں۔ اور پہلے سے بھی زیادہ ناقص کاغذ لگاتے ہیں۔ لیکن جب وہ سال بھی گزر جاتا ہے۔ تو پھر اپیلیں شروع کر دیتے ہیں۔ کہ

بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے شائع کیا۔

ایڈیٹر: غلام نبی

کہ جو ہو چکا سو ہو چکا۔ گزشتہ را صلوٰۃ۔ جو غلطیاں گزشتہ سال ہوئیں۔ وہ اب نہ ہونگی۔ اور آپ لوگ اس سال ضرور خریدار بنے رہیں گویا وہ اپنے گاہکوں سے یہ کہتے ہیں۔ کہ آپ لوگ ایک سال کے لئے اور بیوقوف بننا پسند کریں۔ یہ اخبار نویس ہمیشہ جھوٹ بولنے کے عادی ہوتے ہیں۔

سوائے دینی اخباروں کے

یا بڑے بڑے دینوی اخباروں کے جو اس الزام سے بری ہیں۔ نیز یہ ہندوستان کے اخبار نویسوں کی حالت ہے۔ ورنہ یورپ کے اخبار نویس ایسے نہیں ہوتے۔ بیشک اب ہندوستان میں بھی بہت سے اخبار ٹھیک ہو رہے ہیں۔ لیکن ایک کافی حصہ ابھی تک ایسا ہی ہے۔ ان اخبار نویسوں کے علاوہ ایک طبقہ اور ہے۔ جو یہ سمجھ ہی نہیں سکتا۔ کہ گزشتہ سال ان کے لئے اچھا گزرا یا برا گزرا۔ اور

آئندہ سال کیسا ہوگا

وہ ہمیشہ دُبدا اور شک کی حالت میں رہتے ہیں۔ وہ جانتے نہیں۔ کہ پچھلا سال کیسا گزرا اور آئندہ کیسا گزریگا۔ مگر دیکھو۔

مومن کی حالت

کیسی اطمینان کی ہوتی ہے۔ اللہ تعالے نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک قانون مقرر فرمادیا۔ کہ وللاٰخرۃ خیر لک من الاولیٰ کہ ہر دن پہلے دن سے اور ہر سال پہلے سال سے بہتر ہوگا۔ پس جو شخص آپ کی اتباع کرنے والا اور آپ کے نقش قدم پر چلنے والا ہوگا۔ یہ قانون اس پر بھی حاوی ہوگا۔ اور اس کے لئے ہر آنے والا دن گزرے ہوئے دن سے اور ہر آنے والا سال گذرے ہوئے سال سے اچھا ہوگا۔ دنیا کے لوگ جب کوئی سال گذرتا ہے۔ تو اس پر لعنتیں کرتے ہیں اور نئے سال کے آنے سے گھبراتے ہیں۔ گذشتہ سال پر لعنتیں ڈالتے ہیں کہ وہ کیسی مشکلات اور مصائب کا سال تھا۔ اور نئے سال سے گھبراتے ہیں کہ معلوم نہیں کیسا ہو۔ لیکن مومن پچھلے سال پر بھی خوش ہوتا ہے کہ یہ اس کے رب کی طرف سے تھا۔ اور آئندہ پر بھی مطمئن ہوتا ہے۔ کہ یہ بھی اس کے رب کی طرف سے ہے۔ اور اس کے رب کا وعدہ ہے کہ وہ پچھلے سے اچھا ہوگا۔ مگر

ایک بات یاد رکھنی چاہیئے

کہ جہاں اللہ تعالے کا یہ وعدہ ہے۔ کہ اگلا سال پچھلے سے اچھا ہوگا۔ وہاں مومن کا بھی فرض ہے کہ وہ نئے سال میں پچھلے سے زیادہ قربانیاں کرے۔ کیونکہ اگر یہ سچ ہے۔ کہ ہم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سچے متبع ہیں۔ تو یہ بھی سچ ہے۔ کہ ہمارا اگلا سال ضرور پچھلے سے بہتر ہوگا۔ اور اگر یہ سچ ہے۔ کہ ہمارا اگلا سال پچھلے سے بہتر ہوگا۔ تو اس میں شبہ نہیں کہ ہمیں شکر بھی پہلے سے زیادہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ شکر ہمیشہ نعمت کے مطابق ہوتا ہے اگر نعمت کم ہے۔ تو ماننا پڑیگا۔ کہ اس سال محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سچے متبع نہیں رہے۔ اور اگر رہے ہیں تو نعمت زیادہ ہونی چاہیئے اور نعمت زیادہ ہو تو شکر بھی زیادہ لازم ہے۔ اور قربانیاں بھی

گزشتہ سال سے زیادہ

کرنی ضروری ہیں۔

ہوسکتا ہے۔ کہ کسی سال کسی پر

ظاہری مشکلات اور تکالیف

زیادہ ہوں۔ ہوسکتا ہے۔ کہ کوئی سال اس کا بیماری میں گزرا ہو۔ اور اس سے پہلا نہ گزرا ہو۔ یا کوئی سال مالی مشکلات میں گزرا ہو لیکن اس سے پہلا مالی لحاظ سے اس کے لئے اچھا ہو مگر قرآن کریم نے جو یہ فرمایا ہے۔ کہ اگلی حالت پچھلی سے اچھی ہوگی ان ظاہری مشکلات کا اس سے تعلق نہیں۔ یہ اس زندگی کے متعلق وعدہ ہے۔ جو خدا تعالے کے حضور ہے۔ اس سے مراد یہ چند سالہ زندگی نہیں۔ بلکہ وہ ہے۔ جو لاکھوں کروڑوں۔ بلکہ ان گنت سالوں پر پھیلی ہوئی ہے۔ اگر مومن کے لئے پہلے سال جنت میں ادنیٰ سامان جمع کئے گئے تھے۔ اور اگلے سال اس سے بہتر جمع ہوں۔ تو یہ وللاٰخرۃ خیر لک من الاولیٰ ہوگا یا نہیں۔ دراصل یہ

دونوں زندگیاں مل کر ایک زندگی

بنتی ہے۔ جو لوگ اسی دنیا کی زندگی کو زندگی سمجھ لیتے ہیں وہ بھی ٹھوکر کھاتے ہیں اور جو آخرت کی زندگی کو ہی اصل زندگی سمجھ لیتے ہیں۔ وہ بھی ٹھوکر کھاتے ہیں۔ جو لوگ اس دنیا کو اصل زندگی سمجھ لیتے ہیں وہ اس دنیا کی مشکلات اور ابتلاؤں کو دیکھ کر خیال کر لیتے ہیں کہ اللہ تعالے کا معاملہ ان کے ساتھ اچھا نہیں۔ اور جو لوگ اگلی زندگی کو ہی زندگی سمجھتے ہیں۔ وہ اس دنیا میں سچائی کو معلوم کرنے سے قاصر رہتے ہیں۔ وہ اس زندگی پر اگلی دنیا کا قیاس نہیں کرتے بلکہ دونوں کو الگ الگ سمجھتے ہیں۔ چاہیئے یہ کہ اس زندگی پر اگلی زندگی کا قیاس کیا جائے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ من کان فی ھٰذہٖ اعمیٰ فھو فی الاٰخرۃ اعمیٰ یعنی جو اس زندگی میں اندھا ہوگا۔ وہ اگلی زندگی میں بھی اندھا ہوگا۔ اور اگر اس زندگی میں بینائی حاصل ہوگی۔ تو اگلی میں بھی ہوگی۔ جو لوگ اس زندگی کو لہو اور کھیل سمجھتے ہیں۔ اور اگلی زندگی کو ہی صرف زندگی سمجھتے ہیں۔ وہ بھی محروم رہ جاتے ہیں۔ کیونکہ وہ اس دنیا میں خدا تعالے کے نشانات کو تلاش نہیں کرتے۔ اور ان کا ایمان پختہ نہیں ہوتا۔ پس جب بھی کوئی ٹھوکر انہیں لگتی ہے۔ وہ اس کی برداشت نہیں کر سکتے اور ارتداد اختیار کر لیتے ہیں۔ دراصل یہ دونوں زندگیاں

ایک ہی تصویر کے دو رخ

ہیں۔ یہ جہان اگلے جہان کی تصویر ہے۔ ایک شخص کی اگر پہلے سال کی تصویر دیکھیں۔ کہ وہ بالکل ٹھیک ہو۔ لیکن اگلے سال کی تصویر دیکھیں تو ناک کٹی ہوئی ہو۔ تو اس کے معنے یہ ہونگے کہ جس شخص کی یہ تصویر ہے۔ اس کی ناک کٹ چکی ہے اسی طرح ہر اگلے سال کی تصویر کا حال ہے۔ اگر اس میں کوئی خرابی دیکھیں تو سمجھنا چاہیئے۔ کہ اگلے جہاں میں بھی حقیقی خرابی پیدا ہوگئی ہے۔ لیکن اگر خرابی صرف تصویری ہو۔ یعنی صرف اس دنیا کی زندگی میں۔ تو وہ یقیناً عارضی روگ ہوگی۔ جیسے اگر ناک تو انسان کی درست ہو مگر تصویر کے اندر ناک میں کوئی نقص پیدا ہو جائے تو اس سے صاحب تصویر کو کوئی نقصان نہ پہنچیگا۔ بلکہ فوٹو گرافر معذرت کرے گا۔ اور اس کا بدلہ اگر ممکن ہو۔ تو دوسری طرح دیگا۔ اسی طرح اگر کسی صحیح تصویر کو یہاں فرشتے کسی مصلحت کے ماتحت غلط طور پر پیش کریں۔ تو اگلے جہان میں اس کے بدلہ میں وہ زیادہ نعمتیں جمع کرتے ہیں۔ تاکہ اس غلط تصویر کا ازالہ ہو جائے۔ پس میں اس

نئے سال کے آغاز پر

احمدی احباب کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اس سال میں زیادہ اچھا نمونہ دکھائیں۔ اور اگر وہ سمجھتے ہیں۔ کہ انہوں نے کسی حد تک بھی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اتباع کی ہے۔ قلیل سے قلیل اتباع بھی کی ہے۔ تو یقین رکھیں کہ ان کا اگلا سال اس سے اچھا ہوگا۔ اور اگر ان کا اگلا سال اس سے اچھا ہوگا۔ تو گذشتہ سال کی نسبت اس سال ان کے شکر گزشتہ سال کی نسبت انکی قربانیاں گذشتہ سال کی نسبت ان کی حمدیں۔ ثنائیں۔ اور تسبیحیں بھی زیادہ ہونی چاہئیں۔

یونیورسٹی کمیشن کی قادیان میں آمد

از جناب ملک غلام فرید صاحب سیکرٹری تعلیم الاسلام کالج کمیٹی

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالے کے ارشاد کے ماتحت تعلیم الاسلام کالج قادیان کو بی۔ اے اور بی ایس سی تک بڑھانیکی تجویز ہے۔ اس ارشاد کے پیش نظر تعلیم الاسلام کالج کمیٹی کی طرف سے ان جماعتوں کے کھولنے کی اجازت حاصل کرنے کے لئے یونیورسٹی کو لکھا گیا۔ جس پر یونیورسٹی نے تمام حالات کا مطالعہ کرنے کے لئے ایک کمیشن مشتمل بر جناب ملک عمر حیات صاحب پرنسپل اسلامیہ کالج لاہور۔ جناب سردار جودھ سنگھ صاحب پرنسپل خالصہ کالج امرتسر اور جناب ڈاکٹر جی۔ ایل دتا صاحب پرنسپل ڈی۔ اے۔ وی کالج لاہور کو مقرر کیا۔ جنہوں نے ۹ جنوری کو قادیان تشریف لاکر تعلیم الاسلام کالج کا معائنہ فرمایا۔ اور کالج کی جائے وقوع۔ اس کی عمارات۔ سامان۔ گراؤنڈز وغیرہ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور تسلّی کا اظہار کیا۔ اس موقعہ پر انہیں فضل عمر سائنس ریسرچ انسٹی ٹیوٹ بھی دکھلائی گئی۔ جسے دیکھ کر وہ بہت ہی خوش ہوئے بلکہ حیرت کا اظہار کیا۔ اور یہ اثر لیکر یہاں سے گئے جس کا اظہار بھی جاتے ہوئے انہوں نے مجھ سے کیا۔ کہ کالج کے متعلق ہماری تیاریوں سے ظاہر ہے۔ کہ ہمارا آخری مقصد محض ایک ڈگری کالج کا قیام نہیں بلکہ یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایک یونیورسٹی کی بنیاد رکھی جارہی ہے۔

معزز مہمان اپنے قیام قادیان کے دوران میں جناب چودھری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب کی کوٹھی بیت الظفر میں فروکش رہے۔ اور تعلیم الاسلام کالج کے علاوہ جامعہ احمدیہ میں بھی تشریف لے گئے۔

ضروری اعلان

عطاء الرحمٰن صاحب درد بی۔ اے۔ ایل ایل بی جو گورداسپور میں وکالت کی پریکٹس کرتے تھے کچھ عرصہ سے لاپتہ ہیں۔ اگر کسی دوست کو ان کا علم ہو۔ وہ نظارت امور عامہ کو اطلاع دیں۔ نیز احباب لین دین کے معاملات کے تعلق میں ان سے احتیاط سے کام لیں۔ کوئی دوسرا شخص ذمہ دار نہیں ہوگا۔ (ناظر امور عامہ)

جلسہ سالانہ ۱۹۴۵ء کی ایک نہایت اہم تقریر

حضرت خاتم الانبیاء امام الاصفیاء ختم المرسلین محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی بےمثل شان

احمدیت کے نقطۂ نظر سے

جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر امور عامہ کی تقریر

(۲)

شان مظہریت الہٰیہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالےٰ کی ایک ایک صفت کو لے کر شرح و بسط کے ساتھ اسے واضح کرتے ہوئے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی فطرتِ خدانما کے آئینہ صافیہ میں شان مظہریت الہٰیہ نمایاں طور پر دکھلائی ہے۔ اسی تعلق میں آپ فرماتے ہیں۔

"ایسا ہی ظل الوہیت ہونے کی وجہ سے مرتبہ الہٰیہ سے اس کو ایسی مشابہت ہے۔ جیسے آئینہ کے عکس کو اپنے اصل سے ہوتی ہے اور امہات صفات الہٰیہ۔ یعنی حیوٰۃ۔ علم۔ ارادہ قدرت۔ سمع۔ بصر۔ کلام معہ اپنے جمیع فروع کے اتم و اکمل طور پر اس میں انعکاس پذیر ہیں۔ اس نقطہ مرکز کو جو برزخ بین اللہ و بین الخلق ہے۔ یعنی نفسی نقطہ حضرت سیدنا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مجرد کلمۃ اللہ کے مفہوم تک محدود نہیں کرسکتے۔ جیسا کہ مسیح کو اس نام سے محدود کیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ نقطہ محمدیہ ظلی طور پر مستجمع جمیع مراتب الوہیت ہے۔ اسی وجہ سے تمثیلی بیان میں حضرت مسیح کو ابن سے تشبیہ دی گئی ہے بباعث اسی نقصان کے جو ان میں باقی رہ گیا ہے۔ کیونکہ حقیقت عیسویہ مظہر اتم صفات الوہیت نہیں ہے۔ بلکہ اس کی شاخوں میں سے ایک شاخ ہے۔ برخلاف حقیقت محمدیہ کے کہ وہ جمیع صفات الہٰیہ کا اتم و اکمل مظہر ہے۔ جس کا ثبوت عقلی و نقلی طور پر کمال درجہ پر پہنچ گیا ہے۔ سو اسی وجہ سے تمثیلی بیان میں ظلی طور پر خدائے قادر و ذوالجلال سے آنحضرت کو آسمانی کتابوں میں تشبیہ دی گئی ہے۔ جو ابن کے لئے بجائے اَب ہے۔ اور حضرت مسیح علیہ السلام کی تعلیم کا اضافی طور پر ناقص ہونا اور قرآنی تعلیم کا سب الہامی تعلیموں سے اکمل و اتم ہونا وہ بھی درحقیقت اسی بناء پر ہے۔ کیونکہ ناقص پر ناقص فیضان ہوتا ہے۔ اور اکمل پر اکمل" (محامد ص۱۱۰)

پھر حضور فرماتے ہیں:۔

"وہ اعلےٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا۔ یعنی انسان کامل کو وہ ملائک میں نہیں تھا۔ نجوم میں نہیں تھا۔ قمر میں نہیں تھا۔ آفتاب میں بھی نہیں تھا۔ وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا۔ وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا۔ غرض وہ کسی چیز ارضی و سماوی میں نہیں تھا۔ صرف انسان میں تھا۔ یعنی انسان کامل میں۔ جس کا اتم اور اکمل اور اعلےٰ اور ارفع فرد ہمارے سید و مولا سید الانبیاء سید الاحیاء محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ سو وہ نور اس انسان کو دیا گیا۔ اور حسب مراتب اس کے تمام ہمرنگوں کو بھی۔ یعنی ان لوگوں کو بھی جو کسی قدر وہی رنگ رکھتے ہیں۔۔۔۔ اور یہ شان اعلےٰ اور اکمل اور اتم طور پر ہمارے سید ہمارے مولےٰ ہمارے ہادی نبی امی صادق و مصدوق محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پائی جاتی تھی۔ جیسا کہ خود خدا تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین لاشریک لہ وبذالک امرت وانا اول المسلمین وان ھذا صراطی مستقیماً فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ و یغفر لکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم۔ فقل اسلمت وجھی للہ وامرت ان اسلم لرب العالمین۔ یعنی ان کو کہہ دے۔ کہ میری نماز اور میری پرستش میں جدوجہد اور میری قربانیاں اور میرا زندہ رہنا اور میرا مرنا سب خدا کے لئے اور اس کی راہ میں ہے۔ وہی خدا جو تمام عالموں کا رب ہے۔ جس کا کوئی شریک نہیں۔ اور مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے۔ اور میں اول المسلمین ہوں۔ یعنی دنیا کی ابتداء سے اس کے آخیر تک میرے جیسا اور کوئی کامل انسان نہیں۔ جو ایسا اعلےٰ درجہ کا فنا فی اللہ ہو۔ جو خدا تعالےٰ کی ساری امانتیں اسکو واپس دینے والا ہو۔"

(محامد ص۱۳۹ و ص۱۴۰)

شان الوہیت کی کامل تجلی

اس بخشش بے پایاں کی وجہ یہ ہے کہ بنی آدم میں سے اس کی نوعی تکمیل کرنے والا انسان کامل وہی ذات ستودہ صفات ہے۔ جو قاب قوسین ہے۔ قوس انسانیت کی ساری استعدادیں اعلےٰ و اکمل طور پر اس میں پائی گئیں۔ اس لئے قوس الوہیت کی تجلیات کاملہ اس ذات کاملہ پر وارد ہوئیں نورٌ علےٰ نورٍ کامل نور تھا۔ نور کامل کا پرتو اس پر پڑا۔ فاستوی۔ اس لئے وہ کامل ہوا۔ لفظ استوا کے معنے پختہ عمر ہونا۔ مکمل ہونا۔ معتدل اور مستقیم ہونا ہموار ہونا۔ برابر کا ہونا۔ پس وہ کامل ہو گیا۔ اور دونوں قوسوں قوس بشریت اور قوس الوہیت کے ماپ پر پورے اندازہ سے برابر اترا۔ شان بشریت کی تمام قوتیں اور نیک استعدادیں اسے عطا ہوئیں۔ اور پھر ہر قوت اور ہر استعداد کے مطابق شان الوہیت کی کامل تجلی اس پر ہوئی علمہ شدید القویٰ۔ خدائے ذوالجلال کی زبردست تجلیوں نے اس کی تعلیم و تربیت مکمل فرمائی۔ اور اسے ناقص نہیں رہنے دیا۔ ذومرۃٍ کامل علم و کامل قدرت والے نے بار بار کی تجلی سے اس کی پیدائش کو کامل اور نہایت ہی قوی بنایا۔ ایسا کامل اور ایسا قوی کہ اس کے اندر خالقانہ یعنی اپنے جیسا پیدا کرنے کی قابلیت پیدا ہو گئی مرۃ کے معنے قوۃ الخلق و شدتہ۔ پیدا کرنے کی انتہائی قوت جیسے آگ کی انتہائی قوت یہ ہے۔ کہ وہ لوہے کو آگ کی سی کیفیت و شکل دے دیتی ہے علمہ شدید القویٰ ذومرۃ کے معنے یہ ہیں۔ کہ صفات باری تعالےٰ کی تجلی اس قوت و شدت کے ساتھ آپ پر ہوئی۔ کہ آپ کی بشریت الوہیت میں گم ہو گئی۔ اور آپ نے صفات باری تعالےٰ کا جامہ پہن لیا۔ یہاں تک کہ ان صفات نے اپنے اندر خالقانہ شان اختیار کر لی۔ فاستویٰ وھو بالافق الاعلےٰ۔ پس اس طرح یہ نجم ہدایت اپنی پیدائش میں کامل ہوا اور اس کمال میں وہ اس بلند ترین مقام پر پہنچا جو آخری نقطۂ ارتفاع ہے عند سدرۃ المنتھیٰ۔ اس انتہائی مقام پر جہاں بصیرتیں چکا چوند اور عقلیں ششدر رہ جاتی ہیں ؎

آں مقام قرب کو دارد بدلدار قدیم
کس نداند شان آں از واصلان کردگار

ترجمہ۔ اس کے قرب کے مقام کی شان کو جو وہ خدا تعالےٰ کے پاس رکھتا ہے مقربان الہٰی اور بڑی شان کے لوگوں میں سے بھی کوئی نہیں جانتا۔

آں عنایتہا کہ محبوب ازل دارد بدو
کس بخوابے ہم ندیدہ مثل آں اندر دیا

ترجمہ۔ وہ مہربانیاں جو محبوب ازل (خدا تعالےٰ) کی اس پر ہیں دنیا میں اس جیسی مہربانیاں کسی نے خواب میں بھی نہیں دیکھیں۔

سرور خاصان حق شاہ گروہ عاشقاں
آنکہ روحش کرد طے ہر منزل وصل نگار

ترجمہ۔ وہ خدا تعالےٰ کے خاص بندوں کا سردار ہے۔ اور عاشقان الہٰی کے گروہ کا بادشاہ۔ اس کی روح نے محبوب کے وصل کی ہر منزل کو طے کیا۔

آں مبارک پے کہ آمد ذات با آیات او
رحمتے زاں ذات عالم پرور و پروردگار

ترجمہ۔ وہ مبارک قدم جس کی ذات پروردگار کی طرف سے رحمت عالم پرور بن کر آئی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"جو تشبیہات قرآن شریف میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ظلی طور پر خداوند قادر مطلق سے دی گئی ہیں۔ ان میں سے ایک یہی آیت ہے۔

جو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی۔ یعنی وہ (حضرت سیدنا محمد صلے اللہ علیہ وسلم) اپنی ترقیات کاملۂ قرب کی وجہ سے دو قوسوں میں بطور وتر کے واقع ہے۔ بلکہ اس سے نزدیک تر۔ اب ظاہر ہے۔ کہ وتر کی طرفِ اعلےٰ میں قوسِ الوہیت ہے۔ سو جبکہ نفسِ پاک محمدی اپنے شدتِ قرب اور نہایت درجہ کی صفائی کی وجہ سے وتر کی حد سے آگے بڑھا اور دریائے الوہیت سے نزدیک تر ہوا۔ تو اس ناپیدا کنار دریا میں جا پڑا۔ اور الوہیت کے بحرِ اعظم میں ذرّہ بشریت گم گیا اور یہ بڑھنا مستحدث اور جدید طور پر بلکہ وہ ازل سے بڑھا ہوا تھا۔ اور ظلّی اور مستعار طور پر اس بات کے لائق تھا کہ آسمانی صحیفے اور الہامی تحریریں اس کو مظہر اتم الوہیت قرار دیں اور آئینہ حق نما اس کو ٹھہراویں۔" (محامد صفحہ ۱۱۰ و ۱۱۱)

عطر کمالات خاصہ سے معطر

قَابَ قَوسین کا مفہوم یہی ہے۔ کہ جیسے آپ کی تخلیق من کل الوجوہ کامل ہے۔ ویسے ہی آپ پر تجلّی الٰہی بھی کامل طور پر ہوئی۔ اسی تخلیق کامل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ یعنی تو خلق عظیم پر ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس آیت کی تشریح میں فرماتے ہیں :-

"عظیم کے لفظ کے ساتھ جس چیز کی تعریف کی جائے وہ عرب کے محاورہ میں اس چیز کی انتہائے کمال کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔ مثلاً اگر یہ کہا جائے کہ یہ درخت عظیم ہے۔ تو اس سے یہ مطلب ہوگا۔ کہ جہاں تک درختوں کے لئے طول و عرض اور تناوری ممکن ہے۔ وہ سب اس درخت میں حاصل ہے۔ ایسا ہی اس آیت کا مفہوم ہے۔ کہ جہاں تک اخلاقِ فاضلہ و شمائل حسنہ نفسِ انسانی کو حاصل ہو سکتے ہیں وہ تمام اخلاقِ کاملہ تامہ نفس محمدی میں موجود ہیں۔ سو یہ تعریف ایسی اعلےٰ درجے کی ہے۔ جس سے بڑھ کر ممکن نہیں اور اسی کی طرف اشارہ ہے۔ جو دوسری جگہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں فرمایا۔ وَکَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا۔ یعنی تیرے پر خدا کا سب سے زیادہ فضل ہے۔ اور کوئی نبی تیرے مرتبے تک نہیں پہنچ سکتا۔ یہی تعریف بطور پیشگوئی زبور باب ۴۵ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں موجود ہے۔ جیسا کہ فرمایا کہ خدا نے جو تیرا خدا ہے۔ خوشی کے روغن سے تیرے مصاحبوں سے زیادہ تجھے معطر کیا۔"

(محامد صفحہ ۹۸)

نیز فرماتے ہیں :-

"چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنی پاک باطنی و انشراحِ صدری و عصمت و حیا و صدق و صفا و توکّل و وفا اور عشق الٰہی کے تمام لوازم میں سب انبیاء سے بڑھ کر اور سب سے افضل و اعلےٰ و اکمل و ارفع و اجلی و اصفی تھے۔ اس لئے خدائے جلشانہٗ نے ان کو عطرِ کمالات خاصہ سے سب سے زیادہ معطّر کیا اور وہ سینہ اور دل جو تمام اوّلین اور آخرین کے سینہ و دل سے فراخ تر و معصوم تر و روشن تر و عاشق تر تھا۔ وہ اسی لائق ٹھیرا کہ اس پر ایسی وحی نازل ہو کہ جو تمام اولین و آخرین کی وحیوں سے اقویٰ و اکمل و ارفع و اتم ہو کر صفاتِ الٰہیہ کے دکھلانے کے لئے ایک نہایت صاف اور کشادہ اور وسیع آئینہ ہو۔ سو یہی وجہ ہے۔ کہ قرآن شریف ایسے کمالاتِ عالیہ رکھتا ہے۔ جو اس کی تیز شعاؤں اور شوخ کرنوں کے آگے تمام صحفِ سابقہ کی چمک کالعدم ہو رہی ہے۔ کوئی ذہن ایسی صداقت نکال نہیں سکتا جو پہلے ہی سے اس میں درج نہ ہو۔ کوئی فکر ایسی برہانِ عقلی پیش نہیں کر سکتا جو پہلے ہی سے اس نے پیش نہ کی ہو۔ کوئی تقریر ایسا قوی اثر کسی دل پر ڈال نہیں سکتی۔ جیسے قوی اور پُر برکت اثر لاکھوں دلوں پر وہ ڈالتا آیا ہے۔ وہ بلاشبہ صفاتِ کمالیہ حق تعالےٰ کا ایک نہایت مصفےٰ آئینہ ہے۔ جس میں سے وہ سب کچھ ملتا ہے۔ جو ایک سالک کو مدارج عالیہ معرفت تک پہنچنے کے لئے درکار ہے۔" (محامد صفحہ ۹۸)

اللہ تعالیٰ کا مظہر کامل

وحی الٰہی کی یہ کامل تجلّی اسی لئے آپ پر ہوئی کہ آپ کی استعداد فطرتی ایسی جامع الصفات اور کامل التخلق تھی کہ قوسِ بشری کی تمام پاک استعدادیں آپ میں موجود تھیں۔ چونکہ آپ کی ذات قاب قوسین ہے۔ اس لئے فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی۔ جو وحی آپ پر ہوئی وہ اپنی عظمت و شان میں ایسی ہے کہ وہ مَا رَأٰی مَا رَأٰی (دیکھا جو دیکھا) ہے صرف محمد رسول اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی اس کو سمجھتے ہیں۔ دوسروں کی عقل و فکر اور ادراک سے بالاتر ہے۔ مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کامل الاستعداد دل جو منبع حیات اور مہبطِ انوار الٰہیہ ہے۔ اس دل اور مشاہد تجلّیاتِ الٰہیہ کے درمیان کوئی تخالف نہ تھا۔ بلکہ ان میں پوری پوری مطابقت ہوئی۔ فیضانِ الٰہی کے حصول میں آپ کی اس کامل الاستعداد قابلیت اور کامل المعیار مطابقت کی ہی وجہ سے آپکو قاب قوسین کا لقب عطا ہوا اور آپ اللہ تعالےٰ کے مظہر کامل ٹھیرے۔ نہ ایسا مظہر کبھی پہلے ہوا۔ اور نہ کبھی آئندہ ہوگا۔ اس شانِ مظہریت میں بنی آدم میں سے ایک ہی انسان کمال نوعی کو حاصل کرنے والا ہو سکتا تھا۔ اور یہ وہی ہے۔ جس کا پیارا نام محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ہے

محمدؐ ہمیں نقشِ نورِ خدا است
کہ ہرگز چنو نے بگیتی نخواست

محمد خدا تعالےٰ کے نور کا سب سے بڑا نقش ہے۔ کہ آپ جیسا کوئی فرد ہرگز دنیا میں پیدا نہیں ہوا۔

کسی اور کو کمال نوعی بخشنا

یہ سوال کہ کیا خدا تعالیٰ قادر نہیں کہ کسی اور کو کمال نوعی بخشے اس کا صحیح جواب یہ ہے۔ کہ جہانتک محض قدرت کا سوال ہے۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ قادر نہیں۔ بیشک وہ قادر تو ہے۔ مگر جو شانِ خالقیت مخلوقات میں نظر آتی ہے۔ وہ یہی ہے۔ کہ ہر مخلوق کا نوعی کمال ایک انتہائی نقطہ پر ختم ہو کر اس کی شانِ وحدت کو دکھلا رہا ہے۔ اس لئے قادر ہونے کے باوجود خدا تعالےٰ نے نہیں چاہا کہ اس کی صفتِ قدرت اور شانِ وحدت میں اختلاف ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس نقطہ جلیلہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"قدرتِ الٰہی صرف اُن چیزوں کی طرف رجوع کرتی ہے۔ جو اُس کی صفاتِ ازلیہ ابدیہ کے منافی اور مخالف نہ ہوں ..... وہ اپنی ہر ایک قدرت کے اجراء اور نفاذ میں اپنی صفاتِ کمالیہ کا ضرور لحاظ رکھتا ہے۔ کہ آیا وہ امر جس کو وہ اپنی قدرت سے کرنا چاہتا ہے۔ اس کی صفاتِ کاملہ کے منافی و مباین تو نہیں۔ مثلاً وہ قادر ہے۔ کہ ایک بڑے پرہیزگار صالح کو دوزخ کی آگ میں جلاوے لیکن اُسکے رحم اور عدل اور مجازات کی صفت اِس بات کے منافی پڑی ہوئی ہے۔ کہ وہ ایسا کرے۔ اس لئے وہ ایسا کام کبھی نہیں کرتا۔ ایسا ہی اس کی قدرت اس طرف میں رجوع نہیں کرتی کہ وہ اپنے تئیں ہلاک کرے۔ کیونکہ یہ فعل اس کی صفتِ حیات ازلی ابدی کے منافی ہے۔ پس اسی طرح سے سمجھ لینا چاہیئے کہ وہ اپنے جیسا خدا بھی نہیں بناتا۔ کیونکہ اُسکی صفت احدیّت اور بے مثل اور مانند ہونے کی جو ازلی ابدی طور پر اُس میں پائی جاتی ہے اس طرف توجہ کرنے سے اس کو روکتی ہے۔ پس خدا آنکھ کھول کر سمجھ لینا چاہیئے کہ ایک کام کے کرنے سے عاجز ہونا اور بات ہے۔ لیکن باوجود قدرت کے بلحاظ صفاتِ کمالیہّ امرِ منافی صفات کی طرف توجہ نہ کرنا یہ اور بات ہے۔ ہاں اس طرح پر وہ اپنی ذات بے مثل و مانند کا نمونہ پیدا کرتا ہے۔ کہ اپنی ذاتی خوبیاں جن پر اس کا علم محیط ہے عکسی طور پر بعض اپنی مخلوقات میں رکھ دیتا ہے۔ اور کمالات کا انتہائی درجہ جو حقیقی طور پر اسکو حاصل ہے۔ ظلّی طور پر اس مخلوق کو بھی بخش دیتا ہے۔ جیسا کہ اسی طرف قرآن شریف میں اشارہ بھی ہے۔ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ۔ اس جگہ صاحب درجات رفیعہ سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔ جن کو ظلّی طور پر انتہائی درجہ کے کمالات جو کمالاتِ الوہیت کے اظلال و آثار ہیں بخشے گئے اور وہ خلافت حقہ جس کے وجودِ کامل کے تحقق کے لئے سلسلۂ بنی آدم کا قیام بلکہ ایجاد کل کائنات کا ہوا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وجود باجود سے اپنے مرتبۂ اتم و اکمل میں ظہور پذیر ہو کر آئینہ خدا نما ہوئی"۔ (محامد صفحہ ۱۰۰ و ۱۰۱)

پس یہ سوال کہ آیا خدا تعالیٰ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جیسا پیدا کر سکتا ہے۔ اسکا جواب یہ ہے۔ کہ اگر محض قدرت کا سوال ہے۔ تو ہم اسکا جواب وہی دینگے جو اس سوال کا ہے۔ کہ آیا خدا تعالیٰ اپنی مثل بنانے پر قادر ہے لیکن چونکہ وہ واحدِ یگانہ ہے اس لئے اسکی وحدت چاہتی ہے کہ ایسا نہ ہو۔ اور وہ اپنی مثل نہیں بناتا اسیطرح اس نے چاہا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو آدم کے بیٹوں میں سے نوعِ بشری کا اکمل ترین نمونہ ہے۔ وہ بھی یکتا ہو۔ کیونکہ مظہریت تامہ کا کمال اپنی شانِ یکتائی کا تقاضا کرتا ہے۔

رہبرِ ما سیّدِ ما مصطفیٰؐ است
آنکہ ندید است نظیرش سر دشن

ترجمہ۔ ہمارا رہنما اور ہمارا سردار مصطفےٰ ہے جس کا مثیل و نظیر (فرشتہ وحی) جبرئیل نے نہیں دیکھا۔

آنکہ خدا مثل رخش نا فرید
آنکہ رخش مخزن ہر عقل و ہوش

ترجمہ۔ آپ جیسا کوئی چہرہ اللہ تعالےٰ نے پیدا نہیں کیا۔ آپ کا رستہ ہر عقل و خرد کا خزانہ ہے۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شان یکتائی

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اس شان یکتائی کی حقیقت کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"جناب سیدنا و مولانا سید الکل و افضل الرسل حضرت خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے لئے . . . . . ایک اعلےٰ مقام اور برتر مرتبہ ہے۔ جو اسی ذات کامل الصفات پر ختم ہو گیا ہے۔ جس کی کیفیت کو پہنچنا بھی کسی دوسرے کا کام نہیں۔ چہ جائیکہ وہ کسی اور کو حاصل ہو سکے۔

شان احمد را کہ داند جز خداوند کریم
آنچناں از خود جدا شد کز میاں افتاد میم
زاں نمط شد محو دلبر کز کمال اتحاد
پیکر او شد سراسر صورت رب رحیم
بوئے محبوب حقیقی میدمد زاں روئے پاک
ذات حقانی صفاتش مظہر ذات قدیم
گرچہ منسوبم کند کس سوئے الحاد و ضلال
چوں دلے احمد نمے بینم دگر عرش عظیم
منت ایزد را کہ من بر رغم اہل روزگار
صد بلا را میخرم از ذوق آں عین النعیم
از عنایات خدا و از فضل آں دادار پاک
دشمن فرعونیانم بہر عشق آں کلیم
آں مقام و رتبت خاصش کہ بر من شد عیاں
گفتنے گردیدے گر بینے دریں راہے سلیم
در رہ عشق محمد ایں سر و جانم رود
ایں تمنا ایں دعا ایں در دلم عزم صمیم

مرتبہ قرب و محبت باعتبار اپنے روحانی درجات

اب آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے درجۂ عالیہ کی شناخت کے لئے اس قدر لکھنا ضروری ہے۔ کہ مراتب قرب و محبت باعتبار اپنے روحانی درجات کے تین قسم پر منقسم ہیں ... تیسرا درجہ محبت کا وہ ہے۔ جس میں ایک نہایت افروختہ شعلہ محبت الٰہی کا انسانی محبت کے مستعد فتیلہ پر پڑ کر اسکو افروختہ کر دیتا ہے۔ اور اس کے تمام اجزاء اور رگ و ریشہ پر استیلاء پکڑ کر اپنے وجود کا اتم اور اکمل مظہر اسکو بنا دیتا ہے۔ اور اس حالت میں آتش محبت الٰہی لوح قلب انسان کو نہ صرف ایک چمک بخشتی ہے۔ بلکہ معاً اس چمک کے ساتھ تمام وجود بھڑک اٹھتا ہے۔ اور اس کی لوئیں اور شعلے ارد گرد کو روز روشن کی طرح روشن کر دیتے ہیں۔ اور کسی قسم کی تاریکی باقی نہیں رہتی۔ اور پورے طور پر اور تمام صفات کاملہ کے ساتھ وہ سارا وجود آگ ہی آگ ہو جاتا ہے۔ اور یہ کیفیت جو ایک آتش افروختہ کی صورت پر دونوں محبتوں کے جوڑ سے پیدا ہوتی ہے۔ اس کو رُوح امین کے نام سے بولتے ہیں۔ کیونکہ یہ ہر یک تاریکی سے امن بخشتی ہے۔ اور ہر یک غبار سے خالی ہے۔ اور اس کا نام شدید القویٰ بھی ہے۔ کیونکہ یہ اعلےٰ درجہ کی طاقت وحی ہے جس سے قوی تر وحی متصور نہیں۔ اور اس کا نام ذوالافق الاعلےٰ بھی ہے۔ کیونکہ یہ وحی الٰہی کے انتہائی درجہ کی تجلی ہے۔ اور اس کو رأی ما رأی کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔ کیونکہ اس کیفیت کا اندازہ تمام مخلوقات کے قیاس اور گمان اور وہم سے باہر ہے۔ اور یہ کیفیت صرف دنیا میں ایک ہی انسان کو ملی ہے جو انسان کامل ہے۔ جس پر تمام سلسلہ انسانیہ کا ختم ہو گیا ہے۔ اور دائرہ استعدادات بشریہ کا کمال کو پہنچا ہے۔ اور وہ درحقیقت پیدائش الٰہی کے خط ممتد کی اعلےٰ طرف کا آخری نقطہ ہے۔ جو ارتفاع کے تمام مراتب کا انتہاء ہے۔ حکمت الٰہی کے ہاتھ نے ادنےٰ سے ادنےٰ خلقت سے اور اسفل سے اسفل مخلوق سے سلسلہ پیدائش کا شروع کر کے اس اعلےٰ درجہ کے نقطہ تک پہنچا دیا ہے۔ جس کا نام دوسرے لفظوں میں محمد ہے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ نہایت تعریف کیا گیا۔ یعنی کمالات تامہ کا مظہر ہو۔ جیسا کہ فطرت کی رُو سے اس نبی کا اعلےٰ اور ارفع مقام تھا۔ ایسا ہی خارجی طور پر اعلےٰ و ارفع مرتبہ وحی کا اس کو عطا ہوا اور اعلےٰ اور ارفع مقام محبت کا ملا۔ یہ وہ مقام عالی ہے۔ کہ میں اور مسیح دونوں اس مقام تک نہیں پہونچ سکتے۔ اس کا نام مقام جمع اور مقام وحدت تامہ ہے۔ پہلے نبیوں نے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تشریف آوری کی خبر دی ہے۔ اسی پتہ و نشان پر خبر دی ہے۔ اور اسی مقام کی طرف اشارہ کیا ہے۔ (سماد صفحہ ۱۲۴)

یعنی انہی معنوں میں انبیاء علیہم السلام نے آپ کا آنا خدا کا آنا اور آپ کا ظہور خدا کا ظہور قرار دیا ہے۔ یہ مقام نہ پہلے کسی کو حاصل ہوا۔ اور نہ آئندہ کسی کو حاصل ہوگا۔

یہ وہ پیارا عقیدہ ہے جماعت احمدیہ کا آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے متعلق جس پر یہ جماعت دلائل و بینات کے ساتھ ایمان و عرفان و بصیرت کاملہ کے ساتھ دل و جان سے قائم ہے۔ اور اسی عقیدہ میں ہم اپنا مدار نجات یقین کرتے ہیں۔

ابدی شفیع

صرف یہی نہیں بلکہ اس سے بڑھ کر یہ عقیدہ بھی ہے۔ کہ حضور اپنی اس شان مظہریت تامہ کاملہ کی وجہ سے جو آپ کو شدید القویٰ ذو مرۃ والی تجلی کے طفیل حاصل ہوئی۔ قاب قوسین ان معنوں میں بھی ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ اور اس کے بندوں کے درمیان ابدی شفیع ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

"نوع انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔ اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم۔ سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبی کے ساتھ رکھو۔ اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو۔ تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ۔ اور یاد رکھو کہ نجات وہ چیز نہیں۔ جو مرنے کے بعد ظاہر ہوگی بلکہ حقیقی نجات وہ ہے۔ کہ اسی دنیا میں اپنی روشنی دکھلاتی ہے۔ نجات یافتہ کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے جو خدا سچ ہے اور محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اس میں اور تمام درمیانی مخلوق میں شفیع ہیں۔ اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے۔ اور نہ قرآن کے ہم مرتبہ کوئی اور کتاب ہے۔ اور کسی کے لئے خدا نے نہ چاہا۔ کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے۔ مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کے لئے زندہ ہے۔" (سماد صفحہ ۱۱۲)

ہمارا یہ عقیدہ مبنی ہے اسی پہلے عقیدہ پر کہ آپ صفات الٰہیہ کا مظہر کامل ہیں۔ اور لازمی اور حتمی خاصہ ہے اس شان جلیلہ کا جسے قاب قوسین کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے۔ وجہ یہ کہ جب آپ کو قوس الوہیت اور قوس بشری کا وتر قرار دیا گیا۔ تو اس کے صاف اور صریح معنے ہیں۔ کہ ان قوسوں کے درمیان تا ابد اور کسی دوسرے وتر کی نہ ضرورت ہے۔ اور نہ ان کے درمیان خط استوا کے محاذ پر کوئی دوسرا وتر ہو سکتا ہے۔ یہ بات دو کمانوں کے اس خط اتصال پر جو خط استوا کی شکل بناتا ہے۔ سرسری نظر ڈالنے سے سمجھ میں آ سکتی ہے۔ کہ دوسرا وتر دائرہ قوسین سے گزر ہی نہیں سکتا۔ اور جو وتر ان کے درمیان سے گزرے گا۔ وہ طبعاً قوسین کے پورے ماپ کا ہوگا۔ کمانوں کے ایک سرے سے دوسرے تک وہ ممتد اور حاوی ہوگا۔ یہ وتر جو قوسین کو آپس میں ملاتا ہے کامل واسطہ ہے۔ اس کے سوا کسی دوسرے واسطہ اتصال کی نہ جگہ ہے اور نہ ضرورت۔ دو قوسوں کے درمیان کامل طور پر اتصال پیدا کرنے کی ضرورت جب اس درمیانی وتر سے پوری ہو گئی۔ تو پھر اور وتر کی کیا حاجت باقی رہی۔ اور جب قوس الوہیت نے آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ذریعے قوس بشریت کو پورے طور پر ڈھانپ لیا ہے۔ اور ہر صاحب استعداد کی راہنمائی اور تربیت کی متکفل اور ساری بشریت کو اپنے پروں کے نیچے لینے والی ہے۔ تو پھر خدا تعالےٰ اور بندوں کے درمیان کسی اور شفیع کی ضرورت نہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام قاب قوسین کو اسی ابدی شان شفاعت کے متعلق آیت دنیٰ فتدلّٰی فکان قاب قوسین او ادنیٰ سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"یعنی یہ رسول خدا کی طرف چڑھا۔ اور جہاں تک امکان میں ہے خدا سے نزدیک ہوا۔ اور قرب کے تمام کمالات کو طے کیا۔ اور لاہوتی مقام سے پورا حصہ لیا۔ اور پھر ناسوت کی طرف کامل رجوع کیا۔

یعنی عبودیت کے انتہائی نقطہ تک اپنے تئیں پہنچایا۔ اور بشریت کے پاک لوازم یعنی بنی نوع کی ہمدردی اور محبت سے جو نا سوتی کمال کہلاتا ہے۔ پورا حصہ لیا۔ لہذا ایک طرف خدا کی محبت میں اور دوسری طرف بنی نوع کی محبت میں کمال تام تک پہنچا۔ پس چونکہ وہ کامل طور پر خدا سے قریب ہوا اور پھر کامل طور پر بنی نوع سے قریب ہوا اس لئے دونوں طرف کے مساوی قرب کی وجہ سے ایسا ہوگیا جیسا کہ دو قوسوں میں ایک خط ہوتا ہے۔ لہذا وہ شرط جو شفاعت کے لئے ضروری ہے۔ اس میں پائی گئی اور خدا نے اپنے کلام میں اس کے لئے گواہی دی کہ وہ اپنے بنی نوع میں اور اپنے خدا میں ایسے طور سے درمیان ہے۔ جیسا کہ وتر دو قوسوں کے درمیان ہوتا ہے۔" (محامد صفحہ ۲۳۳)

شفیع ہونے کے لئے شرطیں

حضور فرماتے ہیں شفیع ہونے کے لئے دو شرطیں ضروری ہیں ایک شرط مقام فنافی اللہ کا حاصل ہونا اور دوسری شرط مخلوق کی کامل ہمدردی یہ دونوں شرطیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کامل طور پر پائی گئیں۔ اس لئے وہ شفیع کامل ٹھہرے۔ دنیٰ میں آپ کے فنافی اللہ کی طرف اشارہ ہے۔ اور لفظ تدلّیٰ ہمدردی مخلوق پر دلالت کرتا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔

"یاد رہے کہ تدلّیٰ کا مجرّد دلو ہے اور دلو ...... ڈول کو کنوئیں کے اندر ڈبونا۔ تا پانی اس کے اندر بھر جاتے اور دوسرے معنے دلو کے یہ ہیں کہ کسی کو اپنا شفیع پکڑنا۔ پس تدلّیٰ کے یہ معنے ہیں۔ کہ شفاعت کے لئے دور افتادہ لوگوں کی طرف بکمال ہمدردی و غمخواری توجہ کرنا اور ان سے بہت نزدیک ہو کر ان کا مکدر پانی اٹھانا۔ اور پاک پانی ان کو عطا کرنا۔

اور چونکہ خدا سے محبت کرنا اور اس کی محبت میں اعلےٰ مقام قرب تک پہنچنا ایک ایسا امر ہے جو کسی غیر کو اس پر اطلاع نہیں ہو سکتی اس لئے خدا تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایسے [illegible] ظاہر کئے جن سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درحقیقت تمام چیزوں پر خدا کو اختیار کرلیا تھا۔ اور آپ کے ذرہ ذرہ اور رگ اور ریشہ میں خدا کی محبت اور خدا کی عظمت ایسی رچی ہوئی تھی کہ گویا آپ کا وجود خدا کی تجلیات کے پورے مشاہدہ کے لئے ایک آئینہ کی طرح تھا۔ خدا کی محبت کاملہ کے آثار جس قدر عقل سوچ سکتی ہے۔ وہ تمام آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں موجود تھے"۔ (محامد صفحہ ۲۳۴)

پھر فرماتے ہیں:۔

"وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گذرا کہ لاکھوں مردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہو گئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے۔ اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوتے اور دنیا میں یکدفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا۔ کچھ جانتے ہو کہ وہ کیا تھا؟ وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعائیں ہی تھیں جنہوں نے دنیا میں شور مچادیا۔ اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اس اُمّی بے کس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ بِعَدَدِ هَمِّهٖ وَحُزْنِهٖ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ وَاَنْزِلْ عَلَيْهِ اَنْوَارَ رَحْمَتِكَ اِلَى الْاَبَدِ"۔ (محامد صفحہ ۱۵۷ و ۱۵۸)

اور فرماتے ہیں۔

ہست درگاہ بزرگش کشتی عالم پناہ
کس نگردد روز محشر جز پناہش رستگار

ترجمہ:۔ اس کی عالیشان بارگاہ جہان کو پناہ دینے والی کشتی ہے۔ قیامت کے دن کوئی بھی اس کی پناہ کے سوا خلاصی نہیں پائے گا۔

از ہمہ چیزے فزوں تر در ہمہ نوع کمال
آسماں پیشِ اوج ہمت او ذرہ وار

ترجمہ:۔ کمال کی ہر ایک قسم میں ہر ایک چیز سے بڑھ کر ہے۔ اس کی ہمت کی بلندی کے سامنے (تمام) آسمان ایک ذرہ کے برابر ہیں۔

مظہر نورے کہ پنہاں بود از عہد ازل
مطلع شمسے کہ بود از ابتدا در استتار

ترجمہ:۔ وہ اس نور کا مظہر ہے جو ازل سے پوشیدہ تھا۔ وہ اس سورج کا مطلع ہے جو ابتداء سے چھپا ہوا تھا۔

صدرِ بزمِ آسمان و حجۃ اللہ بر زمین
ذاتِ خالق را نشانے بس بزرگ و استوار

ترجمہ وہ آسمان والوں کی مجلس کا صدر ہے اور زمین پر خدا کی حجت ہے۔ خدا تعالیٰ کی ہستی کا بہت بڑا اور محکم نشان ہے۔

ہر رگ و تارِ وجودش خانۂ یارِ ازل
ہر دم و ہر ذرہ اش پُر از جمالِ دوستدار

ترجمہ:۔ اس کے وجود کا ہر ایک رگ و ریشہ خدا تعالےٰ کا گھر ہے۔ اس کا ہر ایک سانس اور ہر ایک ذرہ محبوب حقیقی کے جمال سے پُر ہے۔

حسنِ روئے او بہ از صد آفتاب و ماہتاب
خاکِ کوئے او بہ از صد نافۂ مشکِ تتار

ترجمہ:۔ اس کے چہرے کا حسن صدہا سورج اور چاندوں سے بڑھ کر ہے۔ اس کی گلی کی مٹی تاتار کے مشک کے صدہا نافوں سے بہتر ہے۔

ہست او از عقل و فکر و وہم مردم دور تر
کے مجالِ فکر تا آں بحرِ ناپیدا کنار

ترجمہ:۔ وہ لوگوں کی عقل فکر اور وہم سے بالاتر ہے۔ فکر کی کیا مجال ہے۔ کہ اس ناپیدا کنار سمندر تک پہنچ سکے۔

روحِ او در گفتنِ قولِ بلیٰ اوّل کسے
آدمِ توحید و پیش از آدمش پیوند یار

ترجمہ:۔ بلیٰ کا لفظ کہنے میں اس کی روح سب سے پہلے تھی۔ وہ توحید کا آدم ہے۔ اور آدم (کی پیدائش) سے بھی پہلے اس کا تعلق خدا تعالےٰ سے تھا۔

جانِ خود دادن پئے خلقِ خدا در فطرتش
جاں نثارِ خستہ جاناں بیدلاں را غمگسار

ترجمہ:۔ خدا کی مخلوق کے لئے اپنی جان دینا اس کی فطرت میں تھا۔ وہ شکستہ دلوں پر اپنی جان قربان کرنے والا اور بیدلوں کا غمخوار تھا۔

اندر آں وقتیکہ دنیا پُر ز شرک و کفر بود
ہیچ کس را خوں نشد دل جز دلِ آں شہریار

ترجمہ:۔ اس وقت جبکہ دنیا شرک اور کفر سے بھری ہوئی تھی۔ اس سرور عالم کے دل کے سوا اور کسی کا دل رنج اور غم سے پگھل کر خون نہ ہوا۔

ہیچ کس از خبثِ شرک و رجسِ بت آگہ نشد
ایں خبر شد جانِ احمد را کہ بود از عشق زار

ترجمہ:۔ کوئی شخص بھی شرک کی ناپاکی اور بُت (پرستی) کی پلیدی سے واقف نہ ہوا۔ اس بات کا صرف احمد کو پتہ لگا جو عشق سے نڈھال تھا۔

کس چہ میداند کزاں نالہ ہا باشد خبر
کاں شفیعے کرد از بہرِ جہاں در کنجِ غار

ترجمہ:۔ کسی کو اس آہ و زاری کی کیا خبر اور کیا علم ہے۔ جو اس شفیع الوریٰ نے لوگوں کے لئے غار حرا کے گوشہ میں کی۔

من نمیدانم چہ دردے بود و اندوہ و غمے
کاندر آں غارے در آوردش حزین و دلفگار

ترجمہ:۔ میں نہیں جانتا کہ وہ کیا درد اور دکھ اور غم تھا۔ جو اس کو اس غار میں غمگین اور دلفگار بنا کر لایا۔

نے ز تاریکی توحش نے ز تنہائی ہراس
نے ز مردم غم نہ خوفِ کژدم و نہ بیمِ مار

ترجمہ:۔ نہ تاریکی کی وجہ سے کچھ گھبراہٹ ہوتی نہ تنہائی کی وجہ سے کچھ ڈر پیدا ہوا۔ نہ جان کے خطرہ کی کوئی پروا کی۔ اور نہ سانپ اور بچھو کا خوف کیا۔

کشتۂ قوم و فدائے خلق و قربانِ جہاں
نے بجسمِ خویش میلش نے بنفسِ خویش کار

ترجمہ:۔ غمِ مخلوق کا کشتہ ملک پر فدا اور خلق خدا پر قربان۔ نہ اسے اپنے جسم کا خیال تھا نہ اپنی جان کی پرواتھی۔

نعرہ ہا پر درد مے زد از پئے خلقِ خدا
شد تضرع کارِ او پیشِ خدا لیل و نہار

ترجمہ:۔ خدا کی مخلوق کے لئے دردبھرے نعرے مارتا تھا۔ خدا کے آگے رات دن گڑگڑانا اس کا کام تھا۔

سخت شورے بر فلک افتاد زاں عجز و دعا
قدسیاں را نیز شد چشم از غمِ آں اشکبار

ترجمہ:۔ اس عاجزی اور دعاؤں سے آسمان پر سخت شور پڑ گیا۔ اس کے غم سے فرشتے بھی رونے لگے۔

آخر از عجز و مناجات و تضرع کردنش
شد نگاہِ لطفِ حق بر عالمِ تاریک و تار

ترجمہ:۔ آخرکار اس کی عاجزی اور آہ وزاری اور دعاؤں سے خدا تعالےٰ نے اپنی مہربانی کی نگاہ تاریک دنیا پر ڈالی۔

النظرات

احرار کا خاتمہ

۲۶ اکتوبر ۱۹۳۴ء کو خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:-

"ایک دفعہ ایک پرائیویٹ میٹنگ کے موقعہ پر سردار سر سکندر حیات خاں - کے مکان پر چوہدری افضل حق صاحب (لیڈر احرار) نے مجھے یہ کہا تھا - کہ ہمارا مقصد یہی ہے - کہ ہم جماعت احمدیہ کو کچل دیں" (الفضل مورخہ یکم نومبر ۱۹۳۴ء)

اس کے بعد ۲ نومبر ۱۹۳۴ء کے خطبہ میں حضور نے فرمایا:-

"کشتی احمدیت کا کپتان اس مقدس کشتی کو پُر خطر چٹانوں میں سے گذارتے ہوئے سلامتی کے ساتھ اسے ساحل پر پہنچا دے گا - میرا ایمان ہے - اور میں اس پر مضبوطی سے قائم ہوں - کہ جن کے سپرد الٰہی سلسلہ کی قیادت کی جاتی ہے ان کی عقلیں اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے تابع ہوتی ہیں - اور وہ خدا سے نور پاتے ہیں - اور اس کے فرشتے ان کی حفاظت کرتے ہیں - اور اس کی رحمانی صفات سے وہ مؤید ہوتے ہیں"

(الفضل ۱۱ نومبر ۱۹۳۴ء)

پھر ۹ نومبر کے خطبہ جمعہ میں حضور نے اپنے چار رویا و کشوف بیان فرماتے ہوئے ان کی تعبیر یہ کی - کہ اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کو دشمن کے مقابلہ میں فتح و ظفر عطا فرمائے گا - نیز حضور نے اپنی کشف بین نگاہ سے حالات کا جائزہ لیتے ہوئے فرمایا:-

"زمین احرار کے پاؤں تلے سے نکلی جارہی ہے - اور میں ان کی شکست ان کے قریب آتی دیکھ رہا ہوں" - (الفضل ۳ ستمبر ۱۹۳۵ء)

احرار اور جماعت احمدیہ کی جنگ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی قیادت میں جماعت احمدیہ کو جو عظیم الشان فتح اور کامیابی عطا فرمائی ہے - وہ حالات سے واقف ہر شخص پر عیاں ہے - چوہدری افضل حق صاحب جنہوں نے یہ بڑا ابول بولا تھا کہ ہم جماعت احمدیہ کو کچل دیں گے - یہ حسرت دل ہی میں رکھ کر کوچ کر گئے - مگر جماعت احمدیہ خدا تعالیٰ کے فضل سے نہ صرف زندہ ہے بلکہ آج سے بارہ برس پیشتر سے جبکہ اسے کچلنے کا اعلان کیا گیا تھا - اور پھر اس کے لئے سارا زور صرف کر دیا گیا بہت زیادہ طاقتور اور وسیع ہو چکی ہے - حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے تبلیغ احمدیت کو وسیع سے وسیع تر کر دیا - اور گذشتہ بارہ برس کے عرصہ میں کئی بلاد و امصار میں احمدیہ جماعتیں قائم ہو گئیں -

کہاں ۱۹۳۴ء کا غلغلہ جبکہ احرار تمام ہندوستان کے دس کروڑ مسلمانوں کے نمائندہ ہونے کے مدعی تھے - اور کہاں ان کی موجودہ کس مپرسی کہ اب اس دعویٰ کو زبان پر بھی نہیں لاتے - ان کے "امیر شریعت" ننگے سر گلیوں اور بازاروں میں پھرتے ہیں - مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانوی جو مجلس احرار کے صدر اور مدار المہام تھے - جیل سے باہر آنے کے بعد کبھی کانگرس کے لیڈروں کی طرف للچائی ہوئی نگاہوں سے دیکھتے ہیں - اور کبھی یونینسٹ پارٹی کو چند شرائط کے پردہ میں اپنی "خدمات جلیلہ" پیش کرتے ہیں - مگر کوئی انکو درخور اعتناء نہیں سمجھتا - وہی لوگ جنہوں نے کبھی احرار کو سر پر اٹھا رکھا تھا - اب ان پر لعنتیں بھیجتے ہیں -

احرار کا زور تو دراصل چوہدری افضل حق کے مذکورہ بالا چیلنج کے بہت ہی تھوڑا عرصہ بعد ٹوٹ چکا تھا - مگر اب تو ہر کہ و مہ کو یہ بات دکھائی دے رہی ہے - کہ احرار ختم ہو چکے ہیں - چنانچہ ہندوستان کا سب سے بڑا انگریزی روزنامہ "سٹیٹسمین" پنجاب میں ۱۹۴۵ء میں رونما ہونے والے حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے سال کے آخری دن یعنی ۳۱ دسمبر کے پرچہ میں لکھتا ہے:-

"سیاسی دائرہ میں ۱۹۴۵ء اس لئے یادگار رہیگا کہ اس میں چھوٹی چھوٹی پولیٹیکل پارٹیوں کا اثر و نفوذ ختم ہو گیا - منجملہ ان کے ایک جماعت احرار کا خاتمہ ہے"

یہ الفاظ کسی احمدی کے نہیں - بلکہ یہ ایک غیر جانبدار اخبار کا بےلاگ اور مبنی بر صداقت تبصرہ ہے - جو اس بات کا ثبوت ہے - کہ خدا تعالیٰ کی قائم کردہ جماعتوں کو کچلنے کا دعویٰ کرنے والے اپنے ارادوں میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے الٰہی جماعتیں دن دونی اور رات چوگنی ترقی کرتی چلی جاتی ہیں - اور ان کے مخالف آہستہ آہستہ ختم ہوتے جاتے ہیں - جماعت احمدیہ الٰہی تائید اور نصرت کا یہ نظارہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ سے دیکھتی آرہی ہے - اس کی تاریخ میں کئی مواقع ایسے آچکے ہیں - جب دشمنوں نے سمجھا - کہ اب یہ کچلی گئی - مگر اللہ تعالیٰ نے ہر موقعہ پر چشم فلک کو اَلَاۤ اِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْغَالِبُوْنَ کا نظارہ دکھایا - اور جماعت احمدیہ کو ہر آزمائش کے میدان میں کامیاب و کامران کیا۔

سینما ایک لعنت ہے

"سینما اس زمانہ کی لعنتوں میں سے ایک لعنت ہے - اس نے معزز خاندانوں کی ہزاروں لڑکیوں کو ناچنے والی لونڈیاں - اور لڑکوں کو مسخرے بنا کر رکھ دیا ہے - اور دونوں صنفوں کے نوجوان افراد کو شرم و حیا اور وقار کے پاکیزہ اخلاق سے محروم کر دیا ہے - جو کچھ تھوڑی سی تعلیمی اور اخلاقی قیمت سینما کی بیان کی جاتی ہے وہ صرف اس کے قابل نفرت پہلو کو چھپانے کے لئے ہے - ورنہ فلم تیار کرنے والوں کا ابتدائی اور اولین نقطۂ نگاہ کبھی بھی تمدنی یا اخلاقی اصلاح نہیں ہوتا - بلکہ ان کا مقصد صرف روپیہ کمانا ہوتا ہے"

(سٹیٹسمین ۱۸ دسمبر ۱۹۴۵ء)

یہ الفاظ ایک مقدمہ کے فیصلہ کے دوران میں مسٹر ایس - ایم - حسن چیف پریذیڈنسی مجسٹریٹ مدراس نے لکھے -

سینما یورپ کی نئی تہذیب کی پیداوار ہے - جس تہذیب کا سنگ بنیاد ہی اخلاق باختگی پر رکھا گیا ہو - اس پر کسی بہتر اخلاقی یا اصلاحی عمارت کیونکر کھڑی کی جا سکتی ہے -

جماعت احمدیہ پر خدا تعالیٰ کا کتنا بڑا فضل ہے - کہ حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے آج سے بارہ برس قبل تحریک جدید کے ماتحت اپنی جماعت کو سینما دیکھنے سے حکماً روک دیا تھا - سینما نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کے اخلاق کو تباہ کرنے کے علاوہ خطرناک مالی نقصان کا موجب بھی ہے - حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جماعت احمدیہ پر بہت بڑا احسان فرمایا - کہ اجتماعی طور پر سینما کے بائیکاٹ کا حکم صادر فرما دیا - اور جماعت اخلاقی اور مالی نقصانات سے محفوظ ہو گئی - اس وقت دنیا میں صرف جماعت احمدیہ ہی ایک ایسی جماعت ہے - جس نے اپنے واجب الاطاعت امام کے حکم کی تعمیل میں بحیثیت جماعت سینما کا بائیکاٹ کر رکھا ہے - ریفارمر اور مصلح ہونے کے دعوے دار تو اور بھی بے شمار لوگ ہیں - مگر وہ سب عوام کے پیچھے چلتے ہیں - ان میں یہ جرأت نہیں - کہ اپنے متبعین میں کوئی ایسا اصلاحی قدم اٹھائیں - جس میں کسی قسم کی قربانی کرنی پڑتی ہو - یہی وجہ ہے - کہ سینما کے نقصانات کو دیکھتے ہوئے ریفارم اور اصلاح کے سب مدعی خاموش ہیں - کیونکہ وہ جانتے ہیں - لوگ ان کی بات نہیں مانیں گے - دراصل خدا تعالیٰ کے قائم کردہ مصلحین کی اور ہی شان ہوتی ہے وہ عوام کے پیچھے نہیں چلتے - بلکہ ان کی رہبری کرتے ہیں - وہ اس بات سے بے نیاز ہوتے ہیں - کہ کوئی ان کا ساتھ دیتا ہے یا نہیں - اس لئے قوم کے سامنے صحیح راہ عمل پیش کرتے ہیں - پھر خدا ان کو ایسی جماعت عطا کر دیتا ہے - جو دل و جان سے ان کی ہدایات پر عمل کرتی ہے - خود ساختہ ریفارمروں اور ان کے متبعین اور خدائی مصلحین اور ان کی جماعتوں میں یہی مابہ الامتیاز ہے جس سے دونوں گروہوں کو الگ الگ پہچانا جا سکتا ہے -

خاکسار - علی محمد اجمیری

خدام الاحمدیہ کے سالانہ انتخابات

ماہ نبوت ۱۳۲۴ھش (نومبر ۱۹۴۵ء) کے آخر میں بذریعہ الفضل مجالس بیرون کو قائدین و زعماء کے سالانہ انتخاب کے متعلق کہا گیا تھا - اس وقت تک بہت تھوڑی مجالس کی طرف سے انتخابات کی اطلاعات موصول ہوئی ہیں - بقیہ مجالس کو تاکیدی طور پر توجہ دلائی جاتی ہے - کہ وہ جلد از جلد انتخابات کرا کر مرکز سے منظوری حاصل کر لیں -

اس ضمن میں امراء و پریذیڈنٹ صاحبان سے بھی درخواست ہے - کہ اگر ان کے ہاں ابھی مجلس قائم نہیں ہوئی - تو اس طرف فوری توجہ فرمائیں - اور مجلس قائم کریں - اور اگر مجلس تو قائم ہے مگر نئے انتخابات نہیں ہوئے - تو بہت جلد انتخاب کرا کر مرکز میں بھجوا دیں -

خاکسار - عباس احمد معتمد خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان

راڈر

موجودہ جنگ عظیم میں ریڈیائی لہروں کا نیا استعمال

قارئین الفضل انسانی شعور کی بلند پروازی کی ،مثال ایٹم بم کی تفصیلات میں پہلے ملاحظہ چکے ہیں۔ آج ہم ایسی ہی ایک اور ایجاد سے رف کرواتے ہیں۔ جسے راڈر کے نام سے ہم کیا جاتا ہے۔ اس کے ذریعے دشمن کے ئی جہازوں کے متعلق یہ معلوم کیا جا سکتا ہے۔ ہ کتنی دور کس سمت میں اور زمین سے کس ناپر ہیں۔ اس ایجاد کو پہلے آر۔ ڈی۔ ایف اتا تھا۔ ۱۹۴۱ء میں جبکہ پہلی دفعہ اس راز فشا کیا گیا۔ تو اس کے لئے ریڈیو لوکیشن (Radio Locatio) کی اصطلاح ستعمال کی گئی۔ بعد ازاں یہ راڈر کے لفظ سے ردت ہوئی۔ اس میں ریڈیائی لہروں کو مذکورہ اصد ... ل کرنے کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ ۱۹۳۲ء میں اس کے متعلق مفصل سکیم بنائی ،۔ جو سر رابرٹ واٹسن واٹ سی۔ بی بنا۔ آر۔ ایس کی خداداد ذہنی کاوشوں کی ہین منت ہے۔ اس ایجاد کے اس جنگ کو کرنے میں جس قدر حصہ ہے۔ وہ مندرجہ ذیل نات سے واضح ہے۔

یہ دعویٰ کے ساتھ کہا جا سکتا ہے۔ کہ ڈر نے متمدن دنیا کو بچا لیا"۔

راڈر نے بادبانی جہاز رانی کے دور سے ر آج تک بحری فنون میں سب سے بڑا نقلاب پیدا کیا ہے۔"

ہوائی جہاز کی ایجاد کے بعد راڈر نے باقی م ایجادوں سے بڑھ کر جنگی فضاء کی کایا ادی ہے۔" (ڈسکوری ماہ ستمبر ۱۹۴۵ء صفحہ ۲۸۱)
("DISCOVERY" Sept. 1945)

جنگی کارروائیوں میں سب سے مشکل امر اس ن کا علم حاصل کرنا ہوتا ہے۔ کہ ایک خاص ت پر دشمن کہاں۔ کتنی طاقت میں اور عنقریب رنے والا ہے۔ یہ مشکل بہت عرصہ سے ابر واضح تھی۔ اور اس کو حل کرنے کے لئے سی کوششیں بھی کی گئیں۔ سرچ لائٹ کی اد اس عقدہ کشائی کی پہلی کڑی ہے۔ اس بعد آواز کی لہروں کو اس کے لئے استعمال کیا لیکن یہ دونوں تجاویز اس مشکل کو کما حقہ، کر سکیں۔ سرچ لائٹ کا استعمال دریا میں کانٹے سے مچھلی پکڑنے والی بات ہے۔ اگر دشمن کا طیارہ اس روشنی کی حدود سے باہر ہو جائے۔ تو پھر اس کو دیکھنا مشکل ہے۔ کیونکہ یہ ایسا ہی ہے۔ جیسے ماہی گیر سے مچھلی چھوٹ کر دریا میں جا پڑے۔ اس کو پکڑنے کے لئے پھر پہلے جتنی ہی تگ ودو کرنی پڑے گی۔ آواز کے استعمال میں بہت سی دقتیں تھیں۔ مثلاً یہ کہ دشمن کے طیارے کی آواز کے علاوہ سطح زمین پر اور بہت شور ہوتا ہے۔ مثلاً موٹروں کا۔ سٹیمروں کا۔ فیکٹریوں وغیرہ کا اور ان میں فرق کرنا ناممکن ہے۔

۱۹۳۵ء میں سر رابرٹ واٹسن واٹ نے ریڈیائی لہروں کو اس کے لئے استعمال کیا۔ پیشتر اس کے کہ اس ایجاد کے اصول کے متعلق کچھ لکھا جائے۔ بہتر ہوگا۔ کہ کچھ ابتدائی باتیں ان صاحبان کے لئے جو سائنس نہیں جانتے بتا دی جائیں۔

آپ نے دیکھا ہوگا۔ کہ اگر آپ ایک تالاب میں ایک پتھر پھینکیں۔ تو لہریں پھیلنا شروع ہو جاتی ہیں۔ اور وہ پھیلتی چلی جاتی ہیں۔ حتیٰ کہ کناروں سے ٹکرا کر پھر لوٹتی ہیں۔ اسی طرح جب ہم بولتے ہیں۔ تو ہمارے گلے میں ایک عضو جس کا نام لرنکس LYRINX ہے۔ تھرتھراتا ہے۔ یہ تھرتھراہٹ ہوا میں لہروں کی صورت میں منتقل ہو جاتی ہے۔ اور یہ لہریں ۱۱۳۲ فٹ فی سیکنڈ کی رفتار سے فضا میں پھیلتی ہیں۔ اور جب یہ سننے والے کے کان کے پردے سے ٹکراتی ہیں۔ تو اس پردہ میں عین اسی قسم کی تھرتھراہٹ پیدا کر دیتی ہیں۔ جو کہ بولنے والے کے گلے سے پیدا ہوئی۔ اور اس تھرتھراہٹ کو ہمارا دماغ محسوس کرتا ہے۔ اسی طرح جب ایک دیا یا بلب جلتا ہے۔ تو بجائے ہوا کے خلاء میں جسے ہم ایتھر کہتے ہیں۔ ایک خاص قسم کی لہریں پیدا ہوتی ہیں۔ یہ لہریں برقی اور مقناطیسی قسم (ELECTROMAGNETIC) سے ہیں۔

ان کی رفتار ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی سیکنڈ ہوتی ہے۔ ہر روشنی خواہ نیلی ہو یا سرخ اس کی ماہیت یہی لہریں ہیں۔ صرف فرق اتنا ہے۔ کہ مختلف قسم کی روشنی کے لئے ج سے د تک یا ا سے ب تک کا فاصلہ مختلف ہوتا ہے۔ دیکھئے شکل نمبر ۱
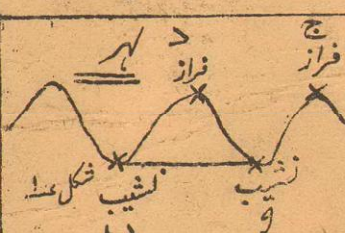
عام روشنی کی جو ہم دیکھتے ہیں لہروں میں یہ فاصلہ ایک انچ کے کئی ہزارویں حصہ کے برابر ہوتا ہے۔ اسی قسم کی بعض لہریں ایسی ہوتی ہیں۔ جن میں یہ فاصلہ چند انچوں سے کئی میل تک ہوتا ہے۔ ایسی لہروں کو ریڈیائی لہریں کہتے ہیں۔ اور یہی لہریں اس ایجاد میں استعمال کی گئی ہیں۔

اب آپ فرض کیجئے۔ کہ ایک میدان میں کھڑے ہیں۔ اور کچھ فاصلہ پر ایک پہاڑ ہے۔ آپ تالی بجائیں اور فوراً اپنی گھڑی پر وقت دیکھ لیں۔ آپ کی تالی سے ہوا میں لہریں پیدا ہونگی۔ جو کہ ۱۱۳۲ فٹ فی سیکنڈ کی رفتار سے پھیلنا شروع کریں گی۔ اور پہاڑ سے ٹکرا کر واپس جب آپ کے کان سے ٹکرائیں گی۔ تو ایک اور تالی کی آواز سنائی دیگی۔ جسے ہم گنبد کی آواز کہتے ہیں۔ فرض کریں آپ کی گھڑی سیکنڈوں تک وقت بتا سکتی ہے۔ جب آپ کو گنبد کی آواز سنائی دے۔ تو فوراً وقت دیکھیں۔ آپ کو یہ معلوم ہو جائیگا۔ کہ کتنے وقت میں ایک آواز جس کی رفتار ۱۱۳۲ فٹ فی سیکنڈ ہے۔ آپ سے روانہ ہو کر واپس آپ تک پہنچی۔ اور اس سے آپ معلوم کر سکتے ہیں۔ کہ اس نے کتنا فاصلہ طے کیا۔ اس کا نصف وہ فاصلہ ہوگا۔ جہاں پہاڑ واقع ہے۔ اب آپ لگاتار تالیاں بجائیں۔ تو آپ محسوس کرینگے۔ کہ آپ گنبد کی آواز کو پورے طور پر نہیں سن سکتے۔ پس گنبد کی آواز کو سننے کے لئے ضروری ہے۔ کہ تالی مختصر لیکن اونچی ہو۔ اسی اصل پر سر رابرٹ واٹسن نے ریڈیائی لہروں کو استعمال کیا۔ یہاں جو لہریں نشر کی گئیں۔ ان کا عرصہ ایک کروڑویں سیکنڈ کا دس لاکھواں حصہ تھا۔ اور چونکہ یہ لہریں برقی مقناطیسی ہیں۔ اس لئے ان کی طاقت کئی ہزار کلوواٹ آورز تھی۔ تالی کے قائم مقام جو ریڈیائی لہریں نشر کی گئیں۔ انہیں پلس (Pulse) سے موسوم کیا گیا۔ آپ حیران ہوں گے۔ کہ ایک سیکنڈ کے لاکھویں کروڑویں حصہ کو کیسے معلوم کیا جا سکتا ہے۔ اس کے لئے ایک آلہ ہے کیتھوڈ رے ٹیوب (CATHODE RAY TUBE) کہتے ہیں۔

اس ٹیوب یا نالی پر ایک روشنی کا داغ ہوتا ہے۔ جو کہ برقی اثر کے ماتحت متحرک کیا جا سکتا ہے۔ پلس ایک اونچے کھمبے سے نشر کی جاتی ہے۔ جسے ٹرانسمٹر Transmitter یا ناشر کہتے ہیں۔ اور ایک کھمبے کے ذریعے سے ہی موصول ہوتی ہے۔ اسے رسیونگ ایریل (Recieving Aerial) کہتے ہیں۔

جب پلس نشر ہوتی ہے۔ تو روشنی کا داغ نالی پر حرکت کرتا ہے۔ جب پلس منعکس ہو کر واپس آتی ہے۔ تو اس کے برقی اثر کے ماتحت اس روشنی کے داغ کی حرکت میں تزلزل پیدا ہوتا ہے۔ اس تزلزل کو بلیپ (Blip) کہتے ہیں۔

شکل نمبر ۲ (بلیپ)

تزلزل
پیمانہ
۱۹½ میل
روشنی کے داغ کی حرکت کا نشان
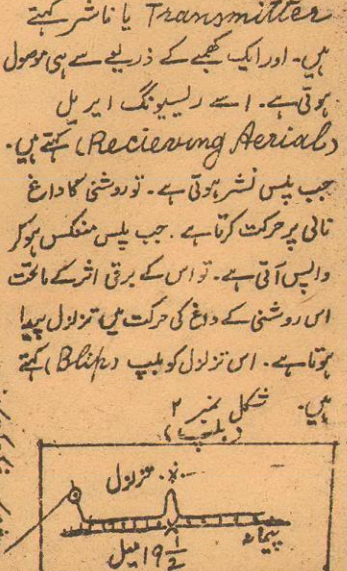
نالی پر جہاں یہ داغ گھومتا ہے۔ پلس کی رفتار کے حساب سے ایسے نشان لگا دیئے جاتے ہیں۔ جن کے ذریعہ ہم یہ معلوم کر سکتے ہیں۔ کہ پلس نے کتنا فاصلہ طے کیا۔ اس آلے کے ذریعے ہم ایک سیکنڈ کے ایک کروڑویں حصہ تک کے وقت کا پتہ لگا سکتے ہیں۔

پس دشمن کے طیارے کے متعلق قبل از وقت مطلع ہونے کے لئے طاقتور پلسیں ہر ۱/۲۵ سیکنڈ (اگر طیارہ بہت دور ہے) اور ہر ۱/۵۰۰۰ سیکنڈ (اگر طیارہ نزدیک ہے) کے بعد تقریباً ۳۵۰ فٹ اونچے ناشر سے نشر کرتے ہیں۔ یہ ناشر اس طرز پر بنایا گیا ہے۔ کہ یہ پلس کو صرف سامنے کی طرف پھیلاتا ہے۔ تاکہ پیچھے کی طرف اپنے ہی طیارے وغیرہ دخل انداز نہ ہوں۔ اس ناشر سے ۱۰۰ گز کے فاصلہ پر اس پلس کو موصول کرنے کے لئے ۲۵۰ فٹ اونچا ایریل نصب کیا گیا ہے۔ جس کے ساتھ مذکورہ ٹیوب ہوتی ہے۔ اسی ٹیوب پر روشنی کی حرکت کے بلیپ دیکھ کر ہم معلوم کر سکتے ہیں۔ کہ طیارہ کتنی دور ہے۔ اگر ایک ہی نقطہ پر یہ بلیپ دگنا ہو جائے۔ تو یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں۔ کہ دو طیارے ساتھ ساتھ ہیں۔ اگر دو جگہ تزلزل ہو۔ تو ہم معلوم

کرسکتے ہیں۔ کہ ایک طیارہ کس فاصلہ پر ہے۔ اور دوسرا کس فاصلہ پر۔

طیاروں کی سمت معلوم کرنے کے ہم پہلے وصول کرنے والے ایریل کے نزدیک ایک اور ایریل لگا دیتے ہیں۔ جس پر دو تاروں کے لچھے (Colins) جیسا کہ شکل میں دکھایا گیا ہے۔ نصب کئے جاتے ہیں۔

شکل ۳ — شمال، مشرق، مغرب، جنوب

ان دونوں کے مقام انقطاع پر ایک ہینڈل ہوتا ہے۔ ان سے ان کو گھماتے ہیں۔ جب ان دونوں میں ایک کی سمت دشمن کے طیارے کے قطب نما کی طرف ہوتی ہے تو روشنی کے داغ کی حرکت میں تھوڑا ہٹ ہوتی ہے۔ اور بلیپ اور زیادہ ہوجاتا ہے۔ پس اس طرح ہم معلوم کرسکتے ہیں۔ کہ طیارہ کس سمت میں ہے۔

اب اس طیارہ کی بلندی معلوم کرنا باقی ہے۔ کیونکہ جب تک فاصلہ۔ سمت اور بلندی تینوں کا پتہ نہ ہو۔ ہم طیارہ کی طرف نشانہ نہیں لگا سکتے۔ اس کے لئے ایسا انتظام کیا گیا ہے۔ کہ پلس منعکس ہو کر دو راستوں سے پہنچے۔ ایک تو بلاواسطہ۔ اور دوسرے کے لئے زمین میں ایک خاص قسم کی سطح بنائی جاتی ہے۔ جو ریڈیائی لہروں کو منعکس کرتی ہے۔ موخرالذکر عمل انعکاس میں ریڈیائی لہر میں ایک ایسا تغیر ہوتا ہے کہ جب وہ پہلی پلس جو بلاواسطہ ایریل تک پہنچی ہے کے ساتھ ایریل پر ملتی ہے تو اس کا اثر اس کے برعکس ہوتا ہے۔ اور وہ اس طرح روشنی کے داغ کی وجہ سے جو سگنل ہوتا ہے۔ اسکو کمزور کر دیتی ہے۔ تحقیق سے معلوم ہوا ہے۔ کہ سگنل کی کمزوری یا زیادتی طیارہ کی زمین سے اونچائی اور ایریل کی اونچائی کے حاصل ضرب کے مربع کے متناسب ہوتی ہے۔ پس اس طرح ہم طیارے کی بلندی معلوم کرسکتے ہیں۔ راڈر کے ذریعہ ۲۰۰ میل تک کے طیاروں کا فاصلہ ایک میل کی کمی یا بیشی کے ساتھ معلوم کیا جاسکتا ہے اور ۵۰۰ گز کی کمی یا بیشی کے ساتھ ساٹھ میل کے فاصلہ تک کے جہاز کی بلندی معلوم کی جاسکتی ہے۔ اور ۲ درجہ کی کمی یا بیشی

کے ساتھ اس کی سمت معلوم کی جاسکتی ہے۔

جوں جوں ضرورتیں بڑھتی گئیں۔ اس ایجاد میں بھی ترقی ہوتی گئی۔ اور اس کے ذریعے سے زیادہ صحیح اطلاعات حاصل کی گئیں۔ اپنے اور دشمن کے طیارے میں فرق کرنے کے لئے اپنے طیاروں میں ایک آلہ نصب کیا گیا۔ کہ جس پر جب پلس ٹکراتی۔ تو وہاں سے واپس ایسا سگنل ہوتا۔ جس کے معنی ہوتے کہ "میں اپنا ہوں"۔ جیسا کہ ٹیلیگرافی میں ٹک ٹک کی رفتار سے مطالب سمجھ لئے جاتے ہیں۔

آہستہ آہستہ راڈر کو اتنا چھوٹا کر دیا گیا۔ کہ نا شرادر موصول کرنے والا ایریل ایک طیارہ میں ہی نصب کیا جاسکے۔ لیکن اس میں ایک دقت تھی۔ کہ یہ صرف تین یا چار میل تک ہی معلومات حاصل کرسکتا تھا۔ اس کے لئے ضروری تھا۔ کہ درمیان میں ایسا انتظام کیا جائے۔ جو کہ اس طیارہ کو اپنی منزل مقصود کی طرف رہنمائی کرسکے۔ اس کو جی۔ سی۔ آئی Ground Control of interception کہتے ہیں۔ اور اس کی مدد کے لئے طیارہ میں ایک اور آلہ نصب کیا گیا۔ جسے (Plane position indicator) یعنی طیارہ کا مقام بتانے والا کہتے ہیں۔ اس سے طیارے کو معلوم ہوجاتا ہے۔ کہ وہ کس مقام پر ہے۔ اور اسے کس طرف جانا ہے۔ اور انہیں اصولوں پر بحری جہازوں کو ڈھونڈنے کے لئے آلے ایجاد کئے گئے۔

مندرجہ بالا آلات میں ایک خامی اور تھی۔ اور وہ یہ کہ اگر دو چیزیں بالکل ایک دوسری کے ساتھ ہوں۔ تو یہ معلوم کرنا بہت مشکل تھا۔ کہ آیا یہ ایک چیز ہیں یا دو۔ اس کے لئے ایسی ریڈیائی لہریں استعمال کی گئیں جس میں نشیب یا فراز فرار کا فاصلہ چند سنٹی میٹر تھا۔ اس قسم کے راڈر کو سنٹی میٹر راڈر کہتے ہیں۔ اس راڈر کے ذریعہ ہم درحقیقت ایک خاص جگہ کی ایسی فوٹو لے سکتے ہیں۔ جس میں کہ تمام چیزیں صاف صاف دکھی جاسکتی ہیں۔ اس فوٹو میں پانی کی سطح مثلاً سمندر۔ دریا کالے اور خشکی۔ شہر وغیرہ روشن نظر آتے ہیں۔ اس طرح اس ایجاد میں ترقی ہوتی گئی۔ اور کئی قسم کے راڈر ایجاد کئے گئے۔ مثال کے طور پر "گی" Gee اور "لوران" Loran راڈر جنگ یورپ میں استعمال کئے گئے۔

ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیوں ریڈیائی لہروں کو ۱۹۳۵ء میں ہی استعمال کیا گیا۔ حالانکہ اس سے پہلے بھی ریڈیائی لہروں کے متعلق کافی علم تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ۱۹۳۵ء تک چند ہی ایسے دماغ تھے۔ جو اس مسئلہ کو صحیح طریق پر صحیح الفاظ میں ان دماغوں کے سامنے رکھ سکتے۔ جو اس کو حل کرسکتے تھے۔ ۱۹۳۵ء میں سیاست۔ سائنس اور فوجی ضرورت نے ایسے دماغوں کو جو کہ اس مسئلہ کو حل کرسکتے تھے (اگرچہ ان دماغوں میں اس کا حل موجود بھی تھا۔ لیکن ہوائی فنون سے واقف نہ ہونے کی وجہ سے قطعی طور پر اپنی رائے نہ دے سکتے تھے) کے بہت قریب کر دیا۔ اور یہ اتحاد ۱۹۳۵ء میں ہوا۔ اس سے واضح ہے۔ کہ کسی قوم کی ترقی کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس میں اول تو بہت سے سائنسدان ہوں۔ پھر ان سائنسدانوں کو موقعہ دیا جائے کہ وہ قوم کے صنعتی و حرفتی اداروں اور ایسے ہی باقی تمام اداروں سے پوری طرح واقف ہو کر پیش آمدہ مشکلات کو صحیح طور پر حل کرسکیں۔ یہی وجہ ہے کہ موجودہ جنگ میں سائنسدان درحقیقت جنگی اداروں کی روح رواں تھے۔ کیونکہ وہ پورے طور پر جنگی فنون سے آشنا ہو کر نئی نئی ایجادات اور درپیش مسائل کا حل نکال سکتے تھے۔ اس طرح صنعتی دنیا میں بھی سائنسدان پیش پیش ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ آج دنیا وہ چیزیں دیکھ اور استعمال کر رہی ہے۔ جو کسی کے خواب و خیال میں بھی نہ آسکتی تھیں۔

اقبال۔ فضل عمر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ قادیان

دورہ انسپکٹران تعلیم و تربیت

۱۵ جنوری ۱۹۴۶ء سے سید اعجاز احمد صاحب اور سلطان احمد صاحب بسلسلہ توسیع تعلیم دورہ پر جارہے ہیں سید اعجاز احمد صاحب ضلع گورداسپور کی جماعتوں میں اور سلطان احمد صاحب ریاست پٹیالہ اور اضلاع انبالہ۔ لدھیانہ۔ جالندھر و ہوشیارپور کی جماعتوں میں دورہ کرینگے احباب انکے ساتھ ہر طرح سے تعاون فرمائیں۔ (ناظر تعلیم و تربیت)

احباب جماعت کا شکریہ

میرے عزیز بیٹے میر عبدالرشید صاحب ڈار مرحوم کلرک دفتر محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان کی وفات پر احباب کی طرف سے تار اور خطوط اظہار ہمدردی کے وصول ہوئے ہیں۔ فرداً فرداً جواب دینا مشکل ہے۔ اسلئے بندہ بذریعہ عریضہ ہٰذا ان احباب کی ہمدردی کا شکریہ ادا کرتا ہے جنہوں نے میرے اس جانکاہ غم میں اظہار ہمدردی کر کے میرے غم کو کم کرنے کی کوشش فرمائی۔

عاجز کس زبان سے اپنے آقا حضور پرنور سیدنا و مولانا امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اطال اللہ عمرہٗ و متعنا لطول حیاتہ کا شکریہ ادا کرے۔ کہ حضور نے از راہ غریب پروری تکلیف فرما کر اس ناچیز کے عزیز بچہ کا جنازہ پڑھا۔ اور مرحوم کی دلی تمنا کو پورا کرتے ہوئے ہم غلاموں کے دکھے ہوئے دلوں کی تسکین اور ازدیاد ایمان کا موجب ہوئے۔ مولا کریم تادیر حضور کا سایہ ہم بیکسوں کے سروں پر رکھے۔

بندہ حضرت مولوی شیر علی صاحب اطال اللہ عمرہٗ کے خاندان کے بچہ بچہ کا زیر احسان ہے انہوں نے نو سال برابر میرے اس مرحوم بچے اور تین بھانجوں کو اپنے بچوں کی طرح اپنے گھر میں رکھا۔ اور اپنی غریب پروری کا اعلیٰ نمونہ دکھایا۔ اور جب عزیزی عبدالرشید بیمار ہوا۔ تو انہوں نے کمال محبت اور ہمدردی سے اس کا علاج معالجہ کرایا۔ اور فوت ہونے پر گھر کے ہر فرد نے مرحوم کو بچشم تر الوداع کہا۔ خاکسار حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب جناب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب۔ صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب۔ مکرم ڈاکٹر عبداللطیف صاحب مکرم ڈاکٹر محمد احمد صاحب کا ممنون ہے کہ انہوں نے ناچیز کے بچہ کے علاج میں حتی الوسع کوشش فرمائی۔

بندہ صاحبزادہ میاں عبدالمنان صاحب عمر و مجلس خدام الاحمدیہ حلقہ مسجد دارالفتوح کا بھی شکریہ ادا کرتا ہے کہ انہوں نے اخوت کا بہترین ثبوت دیا۔ اور تجہیز و تکفین کا سارا انتظام کیا۔ آخر میں ان سب بزرگوں

تحریک جدید کے مجاہدین کے قابل تعریف وعدے

"یاد رکھو! تحریک جدید اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔ ایسا موقعہ نہ سینکڑوں سال میں پہلے کسی جماعت کو ملا ہے۔ اور نہ آئندہ ملے گا۔"

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہر احمدی سے کہہ رہا ہے۔ کہ اسے اس جہاد میں ضرور حصہ لینا ہے۔ تحریک جدید کی وہ فوج جو بارھویں سال کے جہاد میں شامل ہو رہی ہے اس کے لئے تو یہ ارشاد ہے ہی۔ کہ وہ ضرورت سلسلہ کے ماتحت نہ صرف گیارھویں سال سے بڑھا کر بارھویں سال کا وعدہ کریں۔ بلکہ بارھویں سال میں نمایاں اضافہ کے علاوہ اپنی روحانی نسل کو ہمیشہ کے لئے جاری رکھنے کے لئے دفتر دوم کا ایک مجاہد بھی کم سے کم ضرور دیں۔

ذیل میں ایک فہرست ان مخلصین کی درج کی جا رہی ہے جنہوں نے دفتر اول کے بارھویں سال میں اپنا وعدہ شاندار ... کر سامنے اپنے امام کے حضور پیش کیا ہے۔

(۱) میاں محمد امین خانصاحب ورک اپ بیڑ بہار ۱۰۰ روپیہ۔ گذشتہ سال سے ڈبل۔

(۲) میاں غلام سرور صاحب سندھ لکھتے ہیں۔ حضور کا بارھویں سال کا خطبہ پڑھ کر دل تڑپ گیا۔ شامت اعمال سے میری مالی حالت نہایت مخدوش اور قابل دعا ہے۔ اس کو مدنظر رکھتے ہوئے نصف ماہ کی آمد کے برابر ۵۰ پچاس روپے کا وعدہ کرنا بھی محال نظر آ رہا ہے۔ مگر میرے آقا! حضور کا فرمان سر آنکھوں پر۔ جو ہو سو ہو۔ خاکسار معہ اہلیہ ۷۵/ روپے کا وعدہ پیش کرتا ہے۔

(۳) ڈاکٹر سعید احمد صاحب کیپٹن لاہور ۳۰۶/

(۴) چوہدری نور محمد صاحب۔ ولد چوہدری فقیر محمد صاحب ۶۳ روپے۔ ایک ماہ کی آمد کے برابر کا وعدہ کر کے لکھتے ہیں۔ باوجودیکہ ملازمت سے جواب مل رہا ہے۔ میں نے دل سے عہد کیا۔ کہ میں رقم گھٹاؤں گا نہیں۔

(۵) مولوی ابو العطاء صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ ۱۲۰ روپے۔ گذشتہ سال ۵۰ روپے تھا۔ حضور کا بارھویں سال کا خطبہ اور جلسہ سالانہ کی تقریر سن کر اس میں غیر معمولی اضافہ فرمایا۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

(۶) اسماعیل شریف صاحب ساگر (میسور) لکھتے ہیں:۔ حضور کا ارشاد گرامی پڑھ کر جس میں حضور انور نے فرمایا ہے۔ کہ میرے منہ سے نکلی ہوئی بات واپس نہیں ہو سکتی۔ رقت طاری ہوئی۔ آنکھیں پر نم ہوئیں۔ میری کیا بساط۔ یوں تو ہر ایک مخلص اس عزم کو دیکھ کر چشم پر آب ہوا جاتا ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ گذشتہ سال ۳۰ تیس روپیہ وعدہ کیا۔ مگر اب رہا نہیں جاتا۔ ۵۰ پچاس روپیہ پیش ہے۔ اگر تمام احمدی فروخت ہو جائیں۔ جب بھی حضور کے اس عزم عالیہ کے عشر عشیر تک نہیں پہنچ سکتے۔

(۷) ملک غلام نبی صاحب پنڈوری لکھتے ہیں۔ خاکسار کو ابھی پنشن ملنا شروع نہیں ہوئی۔ پنشن سنا ہے ۴۵/۶ ہے۔ گیارھویں سال ۲۵۰ روپیہ ادا کیا ہے۔ اور ۳۰ اسال خاکسار نے اپنے لڑکے ملک عبد العلی صاحب کیپٹن کو بھی دفتر دوم میں شامل کیا ہے۔ ان کا وعدہ ۳۷۱ روپیہ ارسال ہے۔ اور خاکسار کا وعدہ ۲۶۰/ روپیہ ہے مگر اس کی ادائیگی قسط سے پیش حضور ہوگی۔

(۸) محمد نواب خانصاحب عرائض نویس لودھراں لکھتے ہیں۔ گیارھویں سال میں ۵۰ روپے تھے۔ اب ڈبل کر کے ایک صد روپیہ کا وعدہ ہے۔ اور لکھا ہے۔ کہ ماہ جنوری کے آخر میں رقم پیش حضور ہوگی۔

(۹) محمود احمد سلطان صاحب دار الانوار وعدہ سو اسو روپیہ کا حضور قبول فرمائیں۔

اے تحریک جدید کے مجاہدو! آگے بڑھو اور اپنے مالوں کو اللہ تعالیٰ کی رضاء کے لئے اشاعت اسلام اور اشاعت احمدیت کے لئے قربان کر دو۔ خاکسار برکت علی خاں فنانشل سیکرٹری تحریک جدید

پروگرام سال نو ۱۳۲۵ ہش

حسب معمول سال نو کے لئے حسب ذیل پروگرام ایام التبلیغ و سیرۃ النبی و پیشوایان مذاہب و مصلح موعود تجویز کئے گئے ہیں۔ احباب جماعت سے استدعا ہے۔ کہ مقررہ تاریخوں پر ضروری انتظامات کریں۔ اور ان امور کی تکمیل کر کے اپنے فرائض سے سبکدوش ہوں۔

(۱) **یوم مصلح موعود:۔** ۲۰ فروری ۱۹۴۶ء مطابق ۲۰ تبلیغ ۱۳۲۵ ہش بروز بدھ۔ اس دن ہر جگہ پبلک جلسے کئے جائیں۔ اور پیشگوئی مصلح موعود کو جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر ایک زبردست نشان ہے۔ تقاریر کے ذریعہ پبلک پر واضح کیا جائے۔

(۲) **یوم التبلیغ برائے غیر مسلم صاحبان:۔** ۷ اپریل ۱۹۴۶ء مطابق ۷ شہادت ۱۳۲۵ ہش بروز اتوار۔

(۳) **یوم سیرۃ النبی:۔** ۹ جون ۱۹۴۶ء مطابق ۹ احسان ۱۳۲۵ ہش بروز اتوار۔

(۴) **یوم التبلیغ برائے مسلم صاحبان:۔** یکم ستمبر ۱۹۴۶ء مطابق یکم تبوک ۱۳۲۵ ہش بروز اتوار۔

(۵) **یوم پیشوایان مذاہب:۔** ۳ نومبر ۱۹۴۶ء بروز اتوار۔ اس دن ان پیشوایان مذاہب کی سیرت پر جلسے کئے جائیں۔ جو اسلامی تعلیم کے مطابق سچے اور خدا کی طرف سے تھے۔

ناظر دعوت و تبلیغ

جنگی ملازمت کرنے والوں کا حق رائے دہندگی

سرکاری محکمہ اطلاعات پنجاب نے لکھا ہے:۔ اطلاع عامہ کے لئے مشتہر کیا جاتا ہے۔ کہ ہندوستان میں حق رائے دہندگی کے قانون کی شرائط و احکام کے ماتحت جو اشخاص جنگی ملازمت سے واپس آئے ہوں یا ابھی تک جنگی ملازمت میں ہوں اپنے نام کونسل آف سٹیٹ اور مرکزی لیجسلیٹو اسمبلی کی فہرست ہائے انتخابات میں شامل کرا سکتے ہیں۔ بشرطیکہ وہ مذکورہ (مجالس آئین ساز) میں معمور رائے دہندگان مطلوبہ قابلیتیں رکھتے ہوں۔ ان کی صورت میں رہائش سے متعلق کی شرط اہلیت جس کی رو سے ایک رائے دہندہ کو مقررہ تاریخ سے بارہ ۱۲ ماہ پہلے حلقہ نیابت میں رہائش پذیر ہونا چاہئے۔ محذوف کر دی جائے گی۔

قانون مذکور کی شرائط کے احکام کو نافذ کرنے کے لئے گورنر جنرل بہادر ان کونسل نے ہندوستان میں مجالس آئین ساز (جنگی ملازمت) کے انتخابی قواعد مرتب کئے ہیں جو پنجاب گزٹ مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۴۵ء میں دوبارہ شائع ہوئے ہیں۔ کوئی شخص جو اپنا نام مذکورہ مجالس آئین ساز کی فہرست ہائے انتخابات میں شامل کرانا چاہتا ہو مقررہ فارم پر اپنی درخواست اس ضلع کے ڈپٹی کمشنر کو بھیجے گا۔ جس میں اس کی رہائش ہو یا جہاں وہ عام طور پر رہائش پذیر ہو۔ تاکہ اس کا نام فہرست ہائے انتخابات میں یا ان کے ایسے حصہ میں جس کا اس کے ضلع سے تعلق ہو شامل ہو جائے۔

مذکورہ قواعد کے ماتحت ارسال کردہ درخواستوں پر کوئی فیس نہیں لی جائے گی۔ یا کوئی کورٹ فیس اسٹامپ نہیں لگایا جائیگا۔

جنگی ملازمت سے مراد ہے:۔

(۱) ملازمت جن میں بحری۔ بری یا ایئر فورس کے قوانین کی پابندی ہو۔

(۲) کسی بحری۔ بری۔ ایئر فورس۔ کو ملی امداد کے۔ یا کسی فوجی سٹور یونٹ یا جماعت میں یا اس سے ملحقہ ملازمت جس میں سمندر پار یا کسی ایسے علاقہ میں جانے کی ذمہ داری شامل ہو۔ جہاں دشمن کے خلاف فوجی کارروائی کی جا رہی ہو (اس میں ایسی ملازمت کے لئے ٹریننگ کی مدت شامل ہے) (۳) سمندر پار جانے والے جہازوں میں بطور افسر یا ریٹنگ ملازمت (۴) حسب ذیل کے بموجب نیشنل سروس میں ملازمت (الف) نیشنل سروس یوروپین باشندے، ایکٹ ۱۹۴۰ء کے ماتحت بلاوے کا نوٹس یا (ب) نیشنل سروس (ٹیکنیکل عملہ) آرڈی ننس ۱۹۴۰ء کے ماتحت حکم۔ کوئی شخص جو مذکورہ تعریف کے مطابق جنگی ملازمت میں مصروف رہا ہو۔ اس کے ختم ہونے کے بارہ ماہ بعد یا ہندوستان میں حق رائے دہندگی کے قانون منظور ہونے کی تاریخ یعنی ۴ اکتوبر ۱۹۴۵ء سے بارہ ماہ گذر جانے پر (جو وقت زیادہ ہو) اپنا نام شامل کرنے کے لئے درخواست

دھوبیوں کی ضرورت

ایسے احمدی دوست جو دھوبی کا کام اچھی طرح جانتے ہوں۔ یا ایسے آدمیوں کا علم ہو جو یہ کام اچھی طرح جانتے ہوں۔ تو مہربانی کر کے ان کے تمام کوائف سے دفتر میں اطلاع دیں۔

ناظم تجارت

اعلان

دی سٹار ہوزری ورکس لمیٹڈ قادیان

کمپنی نے جن دو ہزار حصص کی فروخت کے لئے درخواستیں طلب کی تھیں۔ چونکہ اس سے قریباً دوگنی تعداد کیلئے درخواستیں موصول ہوگئی ہیں۔ لہذا بورڈ نے اپنی میٹنگ مورخہ ۱۲/۱/۴۶ میں فیصلہ کیا ہے کہ ۱۵ر جنوری کے بعد موصول ہونے والی درخواستوں پر غور نہ کیا جائے۔ اسلئے دوست اب خرید حصص کیلئے درخواستیں نہ بھجوائیں۔

مینجر ڈائرکٹر۔ بحکم بورڈ آف ڈائرکٹر۔

ہاضوم

آلات انہضام کو درست کرکے بھوک خوب لگاتی ہے۔ بہترین ہاضم ہے پیٹ کی جملہ شکایتوں۔ درد۔ نفخ۔ قراقر۔ متلی اور کھٹی ڈکاروں وغیرہ کو دور کرتی ہے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ آٹھ آنہ (عہ/)

بیت العلاج قادیان

تلاش بٹوا

مورخہ ۲۹/۱۲/۴۵ کو ایک صاحب کا بٹوا قادیان کے سٹیشن پر یا سٹیشن سے آتے ہوئے کسی جگہ گر گیا تھا۔ اسمیں ۸۰ روپے کے قریب نوٹ تھے۔ اور پانا گڑھ (بنگال) سے قلعہ سوبھا سنگھ تک کا فرسٹ کلاس کا ٹکٹ آمد اور واپسی کا موجود تھا۔ جس دوست کو ملے۔ وہ حسب ذیل پتہ پر پہنچا کر ممنون فرمائیں معقول انعام دیا جائے گا۔

محفوظ الرحمٰن دفتر تحریک جدید قادیان

معجون عنبری

دماغی کمزوری کے لئے اکسیر ہے اسکے مقابلہ میں سینکڑوں قیمتی سے قیمتی ادویات اور کشتہ جات بیکار ہیں۔ اس سے بھوک اسقدر لگتی ہے کہ تین تین سیر دودھ اور پاؤ بھر گھی ہضم کر سکتے ہیں۔ اسقدر مقوی دماغ ہے کہ بچپنے کی باتیں خودبخود یاد آنے لگتی ہیں۔ اسکو مثل آب حیات کے تصور فرمایئے اسکے استعمال کرنے سے پہلے اپنا وزن کر لیجئے۔ ایک شیشی سیروں خون آپکے جسم میں اضافہ کر دیگی۔ اس سے ۱۸ گھنٹہ تک کام کرنے سے مطلق تھکن نہ ہوگی یہ رخساروں کو مثل گلاب کے پھول کے سرخ اور کندن بنادیگی نہایت درجہ مقوی ہے۔ فی شیشی چار روپے للعہ/ پتہ:۔ مولوی حکیم ثابت علی دیج زبان محمود نگر ۵ لکھنؤ

ہاگورا

ہاگورا ورم۔ تلی۔ جگر۔ معدہ کی بیماریوں نیز قبض اور ملیریا و موسمی بخاروں کیلئے بہترین دوائی۔ چھوٹی شیشی تین اونس ۶ خوراک دار۔ بڑی شیشی بارہ اونس ۲۴ خوراک مکمل کورس دو روپے۔ ڈاک خرچ بارہ آنہ۔ معقول شرائط ایجنسی طلب فرمائیں۔

سول ایجنٹ:۔ افضل برادرز قادیان۔ قادیان کے ہر دوا فروش سے طلب فرمائیں۔

ایس۔ ایم عبداللہ احمدی ہاگورا فارمیسی وزیرآباد (پنجاب)

گیس ویلڈنگ

پریسین مینوفیکچرنگ کمپنی واقع ریلوے روڈ قادیان میں ہر قسم کے گیس ویلڈنگ کا انتظام کیا گیا ہے۔ کام ہر طرح سے تسلی بخش اور واجبی نرخوں پر کیا جاتا ہے احباب ہماری خدمات سے فائدہ اٹھا کر غیر ضروری اخراجات سے بچیں۔

"مینجر"
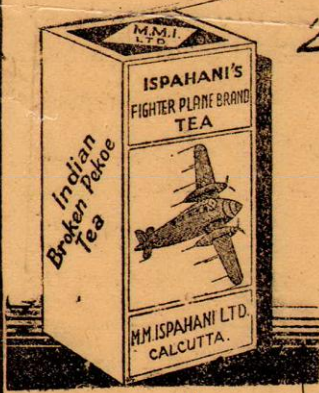
ایک باموقعہ مکان قابل فروخت

محلہ دار الفضل میں مرکزی درسگاہوں سے بالکل قریب ایک باموقعہ اور پختہ مکان قابل فروخت ہے۔ دو طرف راستے ہیں ضرورتمند احباب پتہ ذیل پر خط وکتابت کریں۔

میاں عبدالرزاق صاحب محلہ دار الفضل قادیان

میاں منور دین صاحب لیدر مرچنٹ ۱۸/۷ سلطان پورہ روڈ۔ لاہور۔

بعدالت جناب عبداللہ جان مرزا سب جج درجہ چہارم پشاور

ملک محبوب ولد امیر خان ساکن گڑھی رشیدہ تحصیل پشاور۔ مدعی

بنام

شریف ولد محمد حسین۔ عبدالمالک ولد میاں خان ساکن گڑھی رشیدہ تحصیل پشاور مدعا علیہ

دعویٰ طلب یابی

مندرجہ بالا عنوان میں تاریخ پیشی ۲۵/۱/۴۶ مقرر کی گئی ہے چونکہ مدعا علیہ کا تعمیل معمولی طریقہ سے ہونی مشکل ہے لہذا بذریعہ اشتہار ہذا مشتہری کی جاتی ہے کہ مدعا علیہم اصالتاً یا وکالتاً یا مختارتاً حاضر عدالت ہذا ہوکر پیروی مقدمہ کریں۔ بصورت غیر حاضری کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاوے گی۔

آج بتاریخ ۵/۱/۴۶ بثبت دستخط ہمارے اور مہر عدالت کے اشتہار ہذا جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم — مہر عدالت

مفت۔ غیر ملکی ایجنسیاں لیں

یورپ۔ امریکہ سے مال منگوانے ایجنسیاں لینے اور ملکوں فرموں کے پتے معلوم کرنے کے لئے مشہور ماہوار صنعتی رسالہ سورج کا خاص نمبر امپورٹ ایکسپورٹ بزنس مطالعہ کریں خاص نمبر تیار ہو رہا ہے۔ اس کی قیمت ڈیڑھ روپیہ ہوگی۔ مگر ۳۱ جنوری تک رعایتی سالانہ چندہ تین روپیہ منی آرڈر بھیجنے والوں کو یہ خاص نمبر اور سال میں نکلنے والے تین دیگر خاص نمبر اور آٹھ عام نمبر سال بھر تک مفت ملتے رہیں گے۔ رسالہ سورج میں ہر ماہ روپیہ کمانے کاروبار بڑھانے پر بہترین مضمون درج ہوتے ہیں۔ گارنٹی:۔ پسند نہ ہونے پر پورا چندہ واپس ہوگا۔

صنعتی رسالہ سورج ۲۲ چوک متی لاہور۔ قائم شدہ ۱۹۳۷ء

حب جند

یہ گولیاں اعصابی اور دماغی کمزوری کے لئے بے حد مفید ہیں۔ ہسٹیریا۔ مراق کے لئے نہایت مجرب ثابت ہوئی ہیں۔ قیمت یکصد گولیاں اٹھارہ روپے (للعہ)

ملنے کا پتہ

دواخانہ خدمت خلق قادیان

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

رنگون ۱۴ جنوری۔ برما میں ڈاک کا سلسلہ بحال ہو رہا ہے۔ برما کے کئی اضلاع میں ایک سو ڈاکخانے کھل چکے ہیں۔ دوسرے اضلاع کے ۳۶ شہروں میں چونکہ ابھی باقاعدہ ڈاکخانے قائم نہیں ہوسکے۔ اس لئے وہاں ڈاک کے کارندے متعین کردیئے گئے ہیں۔ توقع ہے۔ کہ برما اور ہندوستان کے درمیان منی آرڈر کی سروس ۲ فروری سے شروع ہوجائے گی۔

لنڈن ۱۴ جنوری۔ برطانیہ کے جنوبی ساحل کے ساتھ ساتھ ایک شدید طوفان آیا۔ جس کی وجہ سے گاڑیوں کو نقصان پہنچا۔

نئی دہلی ۱۴ جنوری۔ معلوم ہوا ہے۔ حکومت ہند نے اخبارات کے موجودہ کوٹا میں تخفیف نہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ حکومت محسوس کرتی ہے۔ کہ اس وقت کوٹا میں تخفیف اخبارات کے ... ت پیدا کرنے کا باعث ہوگی۔

بیت المقدس ۱۴ جنوری۔ فلسطین میں صورت حالات ابھی تک اعتدال پر نہیں آئی۔ حکام اس صورت حال کے پیش نظر مزید احتیاطی تدابیر عمل میں لارہے ہیں۔

لنڈن ۱۳ جنوری۔ نئے سال کے خطابات کی جو دوسری فہرست شائع ہوئی ہے۔ اس میں ان برطانوی ماہرین سائنس کے نام بھی شامل ہیں۔ جنہوں نے ذراتی بم کی ایجاد اور تجربہ میں حصہ لیا تھا۔ اس سلسلہ میں دو آدمی جان فلپس اور ولیم جارج خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ جن کو او۔ بی۔ ای کا خطاب عطا ہوا ہے۔

لنڈن ۱۳ جنوری۔ باخبر حلقوں کا بیان ہے۔ کہ برطانیہ اور روس کے درمیان تجارت بالکل بند ہے۔ روس اور برطانیہ کے تجارتی تعلقات میں بگاڑ بورڈ آف ٹریڈ کے اس قانون سے پیدا ہوا ہے۔ جس کے ذریعہ اس نے روس کے ساتھ تجارت عام تجارتی بنیاد پر قائم کردی ہے۔ روس ادھار مانگتا ہے۔ روس نے برطانیہ کو لکڑی بھیجنا بند کردی ہے۔

حیدرآباد دکن ۱۳ جنوری۔ نواب فصاحت جنگ حضرت جلیل (جانشین امیر مینائی) استاد حضور نظام دکن کا طویل علالت کے بعد انتقال ہوگیا ہے۔

لکھنؤ ۱۳ جنوری۔ مولوی عبدالباری صاحب آسی شارح دیوان غالب کا تقریباً چھ ماہ کی علالت کے بعد انتقال ہوگیا۔ آپ کے انتقال کی خبر ہندوستان کے ادبی حلقوں میں بہت ہی رنج اور افسوس کے ساتھ سنی جائیگی۔

لاہور ۱۴ جنوری۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ جسٹس سر عبدالرحمن وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی کو دو سال کی توسیع دی جارہی ہے۔

پشاور ۱۴ جنوری۔ آج برطانوی پارلیمانی وفد کے سات ممبر لاہور سے پشاور پہنچے۔ خان عبدالغفار خاں کے سیکرٹری یونس خاں نے انہیں لینچ پر مدعو کیا۔ جہاں مہر چند کھنہ اور وزیر اعظم ڈاکٹر خانصاحب سے انہوں نے گفتگو کی۔ اس کے بعد خدائی خدمتگاروں کے لیڈر خان عبدالغفار خاں سے ملاقات کرنے کے لئے گئے۔ ارکان وفد شام کو پھر پشاور واپس آکر وزیر اعظم سے ملاقات کرینگے۔

امرتسر ۱۴ جنوری۔ برطانوی پارلیمانی وفد کے تین ممبر آج یہاں تشریف لائے۔ جب پشاور جانے والے ممبر واپس لوٹینگے تو یہ بھی ان کے ساتھ مل جائینگے۔ اور وفد بدھ کو واپس دہلی پہنچ جائے گا۔

لاہور ۱۴ جنوری۔ صوبہ سرحد کی مسلم لیگ کے لیڈروں نے جو آج ہی لاہور پہنچے تھے۔ مسٹر جناح سے ملاقات کی۔

کلکتہ ۱۴ جنوری۔ گاندھی جی پانچ دن آسام کا دورہ کرنے کے بعد اپنے آشرم میں پہنچ گئے ہیں۔

کراچی ۱۴ جنوری۔ آج سر فرانسیس موڈی یہاں پہنچے۔ آپ سندھ کے گورنر مقرر ہوئے ہیں۔

دہلی ۱۴ جنوری۔ آج اخباروں کے لئے گورنمنٹ نے ایک اعلان جاری کیا ہے۔ جس میں لکھا ہے۔ کہ بڑی قیمت والے نوٹوں کے سکہ رائج الوقت نہ رہنے کی وجہ سے مختلف افواہیں گرم ہورہی ہیں۔ ان حالات میں گورنمنٹ یہ اعلان کرنا ضروری سمجھتی ہے۔ کہ اس آرڈیننس کا سو روپیہ کے نوٹوں پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

لاہور ۱۴ جنوری۔ آج ہائی کورٹ کے پورے بنچ میں کپتان برہان الدین صاحب پیش ہوئے

قاہرہ ۱۴ جنوری۔ سلطان ابن سعود کے مصر کا دورہ ختم کرنے کے بعد عرب لیگ کا جلسہ منعقد کیا جائیگا۔ جس میں برطانیہ کی اس چیٹھی پر غور کیا جائیگا۔ جس میں اور یہودیوں کو فلسطین میں داخل ہونے کی اجازت دینے کا ذکر ہے۔

لنڈن ۱۴ جنوری۔ آج اتحادی اقوام کی اسمبلی کا پھر جلسہ ہوا۔ یوگوسلاویہ کو اٹھارواں ممبر منتخب کیا گیا۔

چنے ۶-۸ روپے پرانی باسمتی ... ۲۴ روپے نئی باسمتی ... ۲۲ روپے جھونا ... ۸-۱۲ روپے دیسی کپاس ... ۸-۱۵ روپے۔ مونگ پھلی ... ۸-۱۲ تل سفید ... ۲۴ روپے۔ گڑ ... ۱۲ تلہ ... ۱۴ روپے

قاہرہ ۱۴ جنوری۔ سلطان ابن سعود نے ایک مجلس میں فرمایا۔ فلسطینی عربوں کا سوال تمام مسلمانوں کا سوال ہے۔

بٹاویہ ۱۴ جنوری۔ ولندیزی خبر رساں ایجنسی نے اعلان کیا ہے۔ کہ انڈونیشیا کے لوگوں کے ساتھ جو سمجھوتہ ہو رہا تھا۔ اس میں کامیابی ہونے لگی ہے۔ ڈاکٹر فان موک کے کل پہنچنے کی امید کی جاتی ہے۔

بٹاویہ ۱۴ جنوری۔ ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ ولندیزی پارلیمان کا جلسہ ہوا۔ جس میں انڈونیشیا کے متعلق غور کیا گیا۔ وہ تجاویز بھی زیر غور لائی گئیں۔ جو ڈاکٹر فان موک اپنے ساتھ لائے تھے۔

لاہور ۱۴ جنوری۔ ڈپٹی کمشنر صاحب لاہور نے خاص طور پر یہ اعلان کرایا ہے۔ کہ یہ افواہ جو لاہور میں پھیل گئی ہے۔ کہ مسٹر جناح پر کسی نے حملہ کیا ہے۔ یہ بالکل غلط ہے۔ مسٹر جناح بخیر و عافیت ہیں۔ اور شہر میں بالکل امن ہے۔

لائلپور ۱۴ جنوری۔ آج منڈی کے نرخ یہ رہے۔ گندم دڑہ ... ۱۲-۹ روپے گندم اعلیٰ ۱۴-۹-۹

حاجی چودھری فتح محمد صاحب سیال ایم۔ اے کو کیوں ووٹ دیئے جائیں

احباب کو معلوم ہے۔ کہ چودھری فتح محمد صاحب سیال ایم۔ اے پنجاب اسمبلی کے لئے تحصیل بٹالہ کے مسلم حلقہ کی طرف سے امیدوار کھڑے ہوئے ہیں۔ وہ تمام احباب اور بہنیں جن کے ووٹ اس حلقہ میں بن چکے ہیں۔ مگر وہ عارضی طور پر باہر گئے ہوئے ہیں وہ انتخاب کی پولنگ پروگرام کے شائع ہونے کا انتظار کریں۔ اور جو تاریخ پولنگ کے لئے مقرر ہو۔ اس سے قبل اپنے حلقہ میں پہنچ جائیں۔ اور تاریخ مقررہ پر چودھری صاحب کے حق میں ووٹ دیں۔

نہ صرف یہ کہ آپ خود چودھری صاحب کو ووٹ دیں۔ بلکہ اپنے زیر اثر تمام ووٹران کو تحریک کریں۔ کہ وہ بھی چودھری فتح محمد صاحب کو ہی ووٹ دیں۔

کیونکہ

(۱) چودھری صاحب اس حلقہ کے ووٹر ہیں۔ اور اس وجہ سے زیادہ حقدار ہیں۔ کہ اپنے حلقہ کے ووٹروں کی نمائندگی کریں۔

(۲) چودھری صاحب اس حلقہ کے سارے امیدواروں میں سے زیادہ تعلیم یافتہ زیادہ تجربہ کار۔ اور زیادہ قابل ہیں۔

(۳) چودھری صاحب خود زمیندار ہیں۔ اور گاؤں میں رہائش رکھنے کی وجہ سے زمینداروں اور کاشتکاروں کی ہر قسم کی مشکلات اور ضروریات سے واقف ہیں۔ اور ہمیشہ ان کے دکھ درد میں شریک ہوتے ہیں۔

(۴) چودھری صاحب یورپ اور انگلستان اور دیگر بلاد غربیہ کے علاوہ مصر۔ عرب۔ فلسطین۔ دمشق وغیرہ نیز جنوبی افریقہ کی سیاحت کی وجہ سے سیاست کا بھی وسیع تجربہ رکھتے ہیں۔

(۵) چودھری صاحب انگریزی اور اردو میں نہایت عمدگی سے تقریر کرسکتے ہیں۔

(۶) چودھری صاحب آزاد رائے رکھتے ہیں۔ اور اپنے حلقہ کے ووٹروں کی صحیح رنگ میں نمائندگی کرسکتے ہیں۔ اور اپنے خیالات کو جرأت کے ساتھ ظاہر کرسکتے ہیں۔ (ناظر امور عامہ)